علماء اور شریعت کی افضلیت پر اہل معرفت کا کلام

مقال العرفاء

باعزاز شرع و علماء

۱۳۲۷ھ

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

رسالہ

مقالُ العُرفاء باعزازِ شرع وعُلماء

۱۳۲۷ھ

(علماء اور شریعت کی افضلیت پر اہلِ معرفت کا کلام)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۱۸۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین و وارثانِ انبیاء و مرسلین صلوات اللہ وسلامہ علی نبینا وعلیہم اجمعین اس مسئلہ میں، کہ زید کہتا ہے کہ حدیث شریف العلماء ورثۃ الانبیاء (علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ ت) میں علمائے شریعت وطریقت دونوں داخل ہیں، اور جامع جو شریعت و طریقت ہیں وہ وراثت کے رتبہ اعظم واجل و درجہ اتم واکمل پر فائز ہیں، اور عمرو کا بیان ہے:

(۱) شریعت نام ہے چند فرائض وواجبات وسُنن ومستحبات وچند مسائلِ حلال وحرام کا، جیسے صورت وضو ونماز وغیرہ۔

(۲) اور طریقت نام ہے وصول الی اللہ تعالٰی کا۔

(۳) اس میں حقیقتِ نماز وغیرہ منکشف ہوتی ہے۔

(۴) یہ بحرِ ناپیداکنار و دریائے زخار ہے اور وہ بمقابلہ اس دریا کے ایک قطرہ ہے۔

(۵) وراثتِ انبیاء کا یہی وصول الی اللہ مقصود ومنشاء اور یہی شانِ رسالت ونبوت کا مقتضٰی خاص اسی کے لئے وہ مبعوث ہوئے۔

(۶) بھائیو! علمائے صوری وقشری کسی طرح اس وراثت کی قابلیت نہیں رکھتے۔

(۷) نہ وہ علمائے ربانی کہے جاسکتے ہیں۔

(۸) ان کے دامِ تزویر سے اپنے آپ کو دور رکھنا العیاذ باللہ یہ شیطان ہیں۔

(۹) منزل اصلی طریقت کے سدِراہ ہوئے ہیں۔

(۱۰) یہ باتیں میں اپنی طرف سے نہیں کہتا، بہت سے علمائے حقانی و اولیائے ربانی نے اپنی اپنی تصانیف میں ان کو تصریح سے لکھا ہے الٰی آخر الهذیانات' التماس یہ کہ ان دونوں میں کس کا قول صحیح اور اس مسئلہ کی کیا تنقیح ہے، اگر عمرو غلطی پر ہے تو اس پر کوئی شرعی تعزیر بھی ہے یا نہیں؟ وہ کہتا ہے میری غلطی جب ثابت ہوگی کہ میرے اقوال کا ابطال اولیاء کے اقوال ہدایت مآل سے کیا جائے ورنہ نہیں۔ بیّنوا بالتفصیل التام توجروا یوم القیام (پوری تفصیل بیان کرو اور روزِ قیامت اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

الحمد للہ الذی انزل الشریعة و جعلها للوصول الیه هی الشریعة لمن ابتغی الیه طریقا دونها فقد خاب و هوی وضل وغوٰی و افضل الصلوٰة واکمل السلام علی اکرم الرسل و افضل داع الی سبل السلام الذی شریعته هی الطریقة بعین الحقیقة فبها الوصول الی العلی الاکبر ومن خالفها فسیصل ولکن الی این الی سقر وعلی اٰله واصحابه و علمائه و احزابه وارثی علمه وحاملی اٰدابه اٰمین یارب العٰلمین ۝ اللّٰهم لك الحمد رب انی اعوذ بك من همزات الشیٰطین و اعوذ بك رب ان یحضرون۔

تمام حمدیں اللہ تعالٰی کے لئے جس نے شریعت نازل فرمائی اور اس کو اپنی طرف وصول کا ذریعہ بنایا یہی وسیلہ ہے اس کی طرف جانے والے کا کوئی اور راستہ ہو تو وہ ناکام ہو اور خواہشِ نفس، گمراہی اور ضلالت میں مبتلا رہے، تمام رسولوں سے اکرم رسول پر افضل صلوٰۃ و اکمل سلام ہو جو سب سے بہتر دعوت دینے والا سلامتی کی راہ کا یہ وہ ذات ہے جس کی شریعت ہی طریقت اور عین حقیقت ہے اسی کے سبب اللہ تعالٰی کے دربار میں وصول ہے اور جو اس کی مخالفت کرے گا وہ پہنچے گا کہاں، جہنم میں۔ آپ کی آلِ پاک وصحابہ وعلماء اور جماعت پر جو آپ کے علم کے وارث ہیں اور آپ کے آداب کے حامل ہیں، آمین یارب العالمین، یا اللہ! حمد تیرے ہی لئے، میرے رب! میں تیری پناہ لیتا ہوں شیطان کے وسوسوں سے اور تیری پناہ لیتا میرے رب! ان کے حاضر ہونے سے (ت)

زید کا قول حق وصحیح اور عمرو کا زعم باطل قبیح والحاد صریح ہے، اس کے کلام شیطنت نظام میں دس فقرے ہیں ہم سب کے متعلق مجمل بحث کریں کہ ان شاء اللہ الکریم مسلمانوں کو مفید ونافع اور شیطانوں کی قالع وقامع ہو وباللہ التوفیق۔

(۱) عمرو کا قول کہ شریعت چند احکام فرض وواجب وحلال وحرام کا نام ہے محض اندھاپن ہے، شریعت تمام احکامِ جسم وجان وروح وقلب وجملہ علومِ الٰہیہ ومعارفِ نامتناہیہ کو جامع ہے جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت ومعرفت ہے ولہذا باجماعِ قطعی جملہ اولیائے کرام تمام حقائق کو شریعت مطہرہ پر عرض کرنا فرض ہے، اگر شریعت کے مطابق ہوں حق ومقبول ہیں ورنہ مردود ومخذول، تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے، شریعت ہی مناط ومدار ہے، شریعت ہی محک ومعیار ہے، شریعت "راہ" کو کہتے ہیں، اور شریعتِ محمدیہ علٰی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کا ترجمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی راہ، یہ قطعاً عام ومطلق ہے نہ کہ صرف چند احکامِ جسمانی سے خاص۔ یہی وہ راہ ہے کہ پانچوں وقت ہر نماز بلکہ ہر رکعت میں اس کا مانگنا اور اس پر ثبات واستقامت کی دعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ اهدنا الصراط المستقیم[۱] ہم کو محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی راہ چلا اُن کی شریعت پر ثابت قدم رکھ۔ عبداللہ بن عباس وامام ابوالعالیہ وامام حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہم فرماتے ہیں:

الصراط المستقیم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصاحباہ۔ رواہ عن ابن عباس الحاکم[۲] فی صحیحہ وعن ابی العالیۃ من طریق عاصم الاحول عنہ عبد بن حمید وابناء جریر وابی حاتم وعدی وعساکر وفیہ فذکرنا ذٰلک للحسن فقال صدق ابوالعالیۃ ونصح[۳]۔

صراطِ مستقیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق وعمر فاروق ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہما (اس کو حاکم نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اور ابوالعالیہ سے بطریق عاصم الاحول ان سے عبد بن حمید اور جریر وابی حاتم وعدی اور عساکر کے بیٹوں نے اور اس میں ہے کہ ہم نے یہ حدیث حسن سے ذکر کی تو انھوں نے فرمایا ابوالعالیہ نے خالص سچ کہا۔ (ت)

---

[۱] القرآن الکریم ۱/۹

[۲] المستدرک للحاکم کتاب التفسیر شرح الصراط المستقیم دارالفکر بیروت ۲/۲۵۹

[۳] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم تفسیر سورۃ الفاتحۃ مکتبہ نزار مصطفی الباز ریاض ۱/۳۰

یہی وہ راہ ہے جس کا منتہا اللہ ہے، قرآن عظیم میں فرمایا:

انّ ربی علیٰ صراط مستقیم[1] بیشک اس سیدھی راہ پر میرا رب ملتا ہے۔

یہی وہ راہ ہے جس کا مخالف بددین گمراہ ہے۔ قرآن عظیم نے فرمایا:

وانّ هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله ذلکم وصّٰکم به لعلکم تتقون[2]

(شروع رکوع سے احکام شریعت بیان کرکے فرماتا ہے) اور اے محبوب! تم فرمادو کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے پیچھے نہ جاؤ کہ وہ تمہیں اس کی تاکید فرماتا ہے تاکہ تم پرہیزگاری کرو۔

دیکھو قرآن مجید نے صاف فرمادیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس سے وصول الی اللہ ہے اور اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دُور پڑے گا۔

(۲) عمرو کا قول کہ طریقت نام ہے وصول الی اللہ کا' محض جنون وجہالت ہے، ہر دو حرف پڑھا ہوا جانتا ہے کہ طریق طریقہ طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو، تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادت قرآن مجید خدا تک نہ پہنچائے گی، بلکہ شیطان تک، جنت میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن مجید باطل و مردود فرما چکا۔ لاجرم ضرور ہوا کہ طریقت یہی شریعت ہے کہ اسی راہ روشن کا ٹکڑا ہے اس کا اس سے جدا ہونا محال و ناسزا ہے جو اُسے شریعت سے جدا جانتا ہے اسے راہِ خدا سے توڑ کر راہِ ابلیس مانتا ہے مگر حاشا طریقت حقہ راہِ ابلیس نہیں قطعاً راہِ خدا ہے تو یقیناً وہ شریعتِ مطہرہ ہی کا ٹکڑا ہے۔

(۳) طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباعِ شرع بڑے بڑے کشف راہبوں، جوگیوں، سنیاسیوں کو ہوتے ہیں۔ پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں اُسی نارِ جحیم وعذابِ الیم تک پہنچاتے ہیں۔

(۴) شریعت کو قطرہ طریقت کو دریا کہنا اس مجنون پکے پاگل کا کام ہے جس نے دریا کا پاٹ

---

[1] القرآن الکریم ۱۱ / ۵۶

[2] " " ۶ / ۱۵۳

کسی سے سُن لیا اور نہ جانا کہ یہ وسعت نہ ہوتی تو اس میں کس گھر سے آتی، شریعت منبع ہے اور طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک دریا، بلکہ شریعت اس مثال سے بھی متعالی ہے، منبع سے پانی نکل کر دریا بن کر جن زمینوں پر گزرے انھیں سیراب کرنے میں اسے منبع کی احتیاج نہیں، نہ اس سے نفع لینے والوں کو اصل منبع کی اس وقت حاجت، مگر شریعت وہ منبع ہے کہ اس سے نکلے ہوئے دریا یعنی طریقت کو ہر آن اس کی احتیاج ہے منبع سے اس کا تعلق ٹوٹے تو یہی نہیں کہ صرف آئندہ کے لئے مدد موقوف ہو جائے فی الحال جتنا پانی آچکا ہے چند روز تک پینے، نہانے، کھیتیاں، باغات سینچنے کا کام دے۔ نہیں نہیں منبع سے اس کا تعلق ٹوٹتے ہی یہ دریا فوراً فنا ہو جائیگا بُوند تو بوند نم کا بھی نام نظر نہ آئے گا۔ نہیں نہیں، میں نے غلطی کی، کاش اتنا ہی ہوتا کہ دریا سُوکھ گیا، پانی معدوم ہوا، باغ سُوکھے، کھیت مرجھائے، آدمی پیاسے تڑپ رہے ہیں، ہرگز نہیں، بلکہ یہاں سے اس مبارک منبع سے تعلق چھُوٹتے ہی یہ تمام دریا البحر المسجور ہو کر شعلہ فشاں آگ ہو جاتا ہے جس کے شعلوں سے کہیں پناہ نہیں۔ پھر کاش وہ شعلے ظاہری آنکھوں سے سُوجھتے تو جو تعلق توڑنے والے جلتے خاک سیاہ ہوتے تھے اتنے ہی جل کر باقی بچ جاتے کہ ان کا یہ انجام دیکھ کر عبرت پاتے مگر نہیں، وہ تو نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ [1] ہے اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ کہ دلوں پر چڑھتی ہے۔ اندر سے دل جل گئے، ایمان خاک سیاہ ہو گئے، اور ظاہر میں وہی پانی نظر آ رہا ہے دیکھنے میں دریا اور باطن میں آگ کا دہرا، آہ آہ کہ اس پردے نے لاکھوں کو ہلاک کیا، پھر دریا منبع کی مثال سے ایک اور فرق عظیم ہے جس کی طرف اشارہ گزرا کہ نفع لینے والوں کو اس وقت منبع کی حاجت نہیں مگر حاشا یہاں منبع سے تعلق نہ بھی توڑیئے کہ پانی باقی رہے اور آگ نہ ہو جائے جب بھی ہر آن منبع سے اس کی جانچ پڑتال کی حاجت ہے وہ یوں کہ یہ پاکیزہ شیریں دریا جو اس برکت والے منبع سے نکل کر اس دار الالتباس کی وادیوں میں لہریں لے رہا ہے، یہاں اس کے ساتھ ایک سخت ناپاک کھاری دریا بھی بہتا ہے ھذا عذب فرات وھذا ملح اجاج [2] ایک خوب میٹھا شیریں ہے اور ایک سخت نمک کھاری۔ وہ دریائے شور کیا ہے شیطان ملعون کے وسوسے دھوکے۔ تو دریائے شیریں سے نفع لینے والوں کو ہر آن احتیاج ہے کہ ہر نئی

---

[1] القرآن الکریم ۱۰۴/ ۶ و ۷

[2] " " ۲۵/ ۵۳

لہر پر اس کی رنگت مزے بُو کو اصل منبع کے لون طعم ریح سے ملاتے رہیں کہ یہ لہر اسی منبع سے آئی ہے یا شیطانی پیشاب کی بدبُو کھاری دھار دھوکا دے رہی ہے، سخت وقت یہ ہے کہ اس پاک مبارک منبع کی کمال لطافت سے اس کا مزہ جلد زبان سے اُتر جاتا ہے رنگت بُو کچھ یاد نہیں رہتی اور ساتھ ہی ذائقہ شامہ باصرہ کا معنوی حس فاسد ہوجاتا ہے کہ آدمی منبع سے جُدا ہو اور اسے گلاب اور پیشاب میں تمیز نہیں رہتی۔ ابلیس کا کھاری بدبو رنگ مُوت غٹ غٹ چڑھاتا اور گمان کرتا ہے کہ دریائے طریقت کا شیریں خوشبو خوش رنگ پانی پی رہا ہوں، لہٰذا شریعت منبع و دریا کی مثال سے بھی نہایت متعالی ہے وللّٰہ المثل الاعلٰی[1]، شریعت مطہرہ ایک ربانی نور کا فانوس ہے کہ دینی عالم میں اس کے سوا کوئی روشنی نہیں، اُس کی روشنی بڑھتے بڑھتے صبح اور پھر آفتاب اور پھر اس سے بھی غیر متناہی درجوں زیادہ تک ترقی کرتی ہے جس سے حقائقِ اشیاء کا انکشاف ہوتا اور نورِ حق تجلّی فرماتا ہے یہ مرتبۂ علم میں معرفت اور مرتبۂ تحقیق میں حقیقت ہے تو حقیقت بھی وہی ایک شریعت ہے کہ باختلافِ مراتب اُسکے مختلف نام رکھے جاتے ہیں، جب یہ نور بڑھ کر صبح روشن کے مثل ہوتا ہے ابلیس لعین خیر خواہ بن کر آتا اور اس سے کہتا ہے "اطفی المصباح فقد اشرق الاصباح" چراغ ٹھنڈا کر اب تو صبح خوب روشن ہوگئی۔ اگر آدمی دھوکے میں نہ آیا اور نورِ فانوس بڑھ کر دن ہوگیا ابلیس کہتا ہے کیا اب بھی چراغ نہ بجھائے گا آفتاب روشن ہے، احمق اب تجھے چراغ کی کیا حاجت ہے ؎

ابلہے کو روزِ روشن شمع کافوری نہد

(بیوقوف روشن دن کافوری شمع رکھتا ہے۔ ت)

ہدایت الٰہی اگر دستگیر ہے تو بندہ لاحول پڑھتا اور اس ملعون کو دفع کرتا ہے کہ او عدو اللہ! یہ جسے تُو دن یا آفتاب کہہ رہا ہے آخر کیا ہے، اسی فانوس کا تو نور ہے اسے بجھایا تو نور کہاں سے آئے گا، اس وقت وہ دغاباز خائب و خاسر پھرتا ہے اور بندہ نور علی نور یھدی اللّٰہ لنورہٖ من یشاء[2] (نور پر نور ہے اور اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے۔ ت) کی حمایت میں نورِ حقیقی تک پہنچتا ہے اور اگر دم میں آگیا اور سمجھا کہ ہاں دن تو ہوگیا اب مجھے چراغ کی کیا حاجت رہی ادھر فانوس بجھا اور معًا اندھیر گھپ کہ ہاتھ کو ہاتھ سُجھائی نہ دیتا، جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا:

---

[1] القرآن الکریم ۲۴/ ۳۵

ظلمٰت بعضها فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یرٰیها ومن لم یجعل اللّٰہ لہ نورًا فما لہ من نور۔[1]

ایک پر ایک اندھیریاں ہیں، اپنا ہاتھ نکالے تو نہ سُوجھے، اور جسے خدا نور نہ دے اس کے لئے نور کہاں۔

یہ ہیں وہ کہ طریقت بلکہ حقیقت تک پہنچ کر اپنے آپ کو شریعت سے مستغنی سمجھے اور ابلیس کے فریب میں آکر اس الٰہی فانوس کو بُجھا بیٹھے، کاش یہی ہوتا کہ اس کے بُجھنے سے جو عالمگیر اندھیرا اُن کی آنکھوں میں چھایا جسے دن دہاڑے چوپٹ کردیا ان کو اس کی خبر ہوتی کہ شاید توبہ کرتے فانوس کا مالک ندامت والوں پر مہر رکھتا ہے، پھر انھیں روشنی دیتا، مگر ستم اندھیر تو یہ ہے کہ دشمن ملعون نے جہاں فانوس خاموش کرائی اس کے ساتھ ہی معًا اپنی سازشی بتی جلا کر ان کے ہاتھ میں دے دی، یہ اسے نور سمجھ رہے ہیں اور وہ حقیقۃً نار ہے، یہ مگن ہیں کہ شریعت والوں کے پاس کیا ہے، ایک چراغ ہے ہمارا نور آفتاب کو لئے جارہا ہے وہ قطرہ اور یہ ایک دریا ہے، اور خبر نہیں کہ وہ حقیقۃً نور ہے اور یہ دھوکے کی ٹٹی، آنکھ بند ہوتے ہی حال کھل جائے گا کہ ع

با کہ باختہ عشق در شب دیجور

(اندھیری رات میں کس سے عشق بازی کی۔ ت)

بالجملہ شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس ایک ایک پل ایک ایک لمحہ پر مرتے دم تک ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور زیادہ کہ راہ جس قدر باریک اس قدر ہادی کی زیادہ حاجت، ولہذا حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

المتعبد بغیر فقہ کالحمار فی الطاحون، رواہ ابونعیم فی الحلیۃ[2] عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بغیر فقہ کے عبادت میں پڑنے والا ایسا ہے جیسا کہ چکّی کھینچنے والا گدھا کہ مشقت جھیلے اور نفع کچھ نہیں (اسے ابونعیم نے حلیہ میں واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہٗ فرماتے ہیں:

قصم ظهری اثنان جهل

دو شخصوں نے میری پیٹھ توڑ دی (یعنی وہ

---

[1] القرآن الکریم ۲۴/ ۴۰

[2] حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ترجمہ ۳۱۸ خالد بن معدان دار الکتاب العربی بیروت ۵/ ۲۱۹

متنسك وعالم متهتك [۱] (بلائے بے درماں ہیں) جاہل عابد اور عالم جو علانیہ بے باکانہ گناہوں کا ارتکاب کرے۔

اے عزیز! شریعت عمارت ہے اس کا اعتقاد بنیاد اور عمل چنائی، پھر اعمالِ ظاہر وہ دیوار ہیں کہ اس بنیاد پر ہوا میں چنے گئے، اور جب تعمیر اوپر بڑھ کر آسمانوں تک پہنچی وہ طریقت ہے، دیوار جتنی اونچی ہوگی نیو کی زیادہ محتاج ہوگی، اور نہ صرف نیو کی بلکہ اعلیٰ حصہ اسفل کا بھی محتاج ہے، اگر دیوار نیچے سے خالی کردی جائے اُوپر سے بھی گر پڑے گی۔ احمق وہ جس پر شیطان نے نظر بندی کرکے اس کی چنائی آسمانوں تک دکھائی اور دل میں ڈالا کہ اب ہم تو زمین کے دائرے سے اُونچے گزر گئے ہمیں اس سے تعلق کی کیا حاجت ہے، نیو سے دیوار جدا کرلی اور نتیجہ وہ ہوا جو قرآن مجید نے فرمایا کہ فانھار بہ فی نار جھنم [۲] اس کی عمارت اسے لے کر جہنم میں ڈھے پڑی، والعیاذ باللہ رب العالمین، اسی لئے اولیائے کرام فرماتے ہیں، صوفی جاہل شیطان کا مسخرہ ہے۔ اس لئے حدیث میں آیا حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد۔ رواہ الترمذی [۳] وابن ماجه عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنهما۔

ایک فقیہ شیطان پر ہزاروں عابدوں سے زیادہ بھاری ہے (اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

بے علم مجاہدہ والوں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا ہے، منہ میں لگام، ناک میں نکیل ڈال کر جدھر چاہے کھینچے پھرتا ہے وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا [۱] اور وہ اپنے جی میں سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کررہے ہیں۔

(۵) عمرو کا طریقت کو غیر شریعت جان کر حصر کردینا کہ یہی مقصود ہے انبیاء صرف اس کے لئے مبعوث ہوئے ہیں، صراحۃً شریعتِ مطہرہ کو معاذ اللہ معطل ومہمل ولغو وباطل کردینا ہے اور یہ صریح

---

[۱]

[۲] القرآن الکریم ۹/ ۱۱۰

[۳] جامع الترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة امین کمپنی دہلی ۲/ ۹۳

سنن ابن ماجہ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰

کفر وارتداد و زندقہ والحاد موجبِ لعنت وابعاد ہے، ہاں یہ کہتا تو حق تھا کہ اصل مقصود وصول الی اللہ ہے، مگر حیف اس پر جو اپنی جہالت شدیدہ سے نہ جاننے یا جاننے اور عنادِ شریعت کے باعث نہ ماننے کہ وصول الی اللہ کا راستہ یہی شریعتِ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے و بس۔ ہم اوپر قرآن مجید سے ثابت کر آئے ہیں کہ شریعت کے سوا اللہ تک راہیں بند ہیں، طریقت اگر وہ اپنے زعم میں کسی راہ مخالف کا نام سمجھا ہے تو حاشا وہ خدا تک پہنچائے بلکہ وہ مسدود اور اس کا چلنے والا مردود، اور انبیاء کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام پر اس کی تہمت ملعون و مطرود۔ کیا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کبھی کسی کو شریعت کے خلاف دوسری راہ کی طرف بلایا ہے حاشا وکلا۔

(۶) جب حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عمر بھر اسی کی طرف بلایا اور یہی راستہ ہمارے لئے چھوڑا تو اس کا حامل اس کا خادم اس کا حامی اس کا عالم کیونکر ان کا وارث نہ ہوگا۔ ہم پوچھتے ہیں اگر بالفرض شریعت صرف فرض واجب سنت مستحب حلال حرام ہی کے علم کا نام ہو تو یہ علم رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ہے یا ان کے غیر سے، اگر اسلام کا دعوٰی رکھتا ہے تو ضرور کہے گا کہ حضور ہی سے ہے، پھر اس کا عالم حضور کا وارث نہ ہوا تو اور کس کا ہوگا۔ علم ان کا ترکہ ان کا، پھر اس کا پانے والا ان کا وارث نہ ہو اس کے کیا معنے۔ اگر کہے کہ یہ علم تو ضرور ان کا ہے مگر دوسرا حصہ یعنی علم باطن اس نے نہ پایا لہذا وارث نہ ٹھہرا تو اے جاہل! کیا وارث کے لئے یہ ضرور ہے کہ مورث کا کل مال پائے یوں تو عالم میں کوئی صدیق ان کا وارث نہ ٹھہرے گا، اور ارشادِ اقدس ان العلماء ورثۃ الانبیاء معاذ اللہ غلط بن کر محال ہوجائے گا، کہ ان کا کل علم تو کسی کو مل ہی نہیں سکتا، اور اگر بالفرضِ غلط شریعت و طریقت دو جدا راہیں بنیں اور قطرہ دریا کی نسبت جانیں، جس طرح یہ جاہل بکتا ہے، جب بھی علمائے شریعت سے وراثتِ انبیاء کا سلب کرنا جنونِ محض ہوگا، کیا ترکہ مورث سے تھوڑا حصہ پانے والا وارث نہیں ہوتا جیسے ملاان کے علم میں سے تھوڑا ہی ملا وما اوتیتم من العلم الا قلیلا[1]، اگر یہ شریعت طریقت کی معاذ اللہ برابر فرض کرلیں تو انصافاً حدیث ان مسخر گان شیطان پر اُلٹی پڑے گی یعنی علمائے ظاہری وارثانِ انبیاء علیہم الصلٰوۃ والثنا ٹھہریں گے اور علمائے باطن عیاذاً باللہ اس سے محروم، انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام نبی بھی ہوتے ہیں اور ولی بھی، ان کے علوم نبوت یہ ہیں جن کو شریعت کہتے ہیں۔ جن کی طرف وہ عام امت کو دعوت کرتے ہیں۔ اور علوم ولایت وہ ہیں جن کو یہ جاہل طریقت کہتا ہے اور وہ

---

[1] القرآن الکریم ۱۷/ ۸۵

خاص خاص لوگوں کو خفیہ تعلیم ہوتے ہیں تو علمائے باطن کہ علوم ولایت کے وارث ہوئے وارثانِ اولیاء ٹھہرے نہ کہ وارثانِ انبیاء، وارثانِ انبیاء یہی علمائے ظاہر رہے جنھوں نے علوم نبوت پائے، مگر یہ اس جاہل کی اشد جہالت ہے، حاشا نہ شریعت و طریقت دو راہیں ہیں نہ اولیاء کبھی غیر علماء ہو سکتے ہیں۔ علامہ مناوی شرح جامع صغیر پھر عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

علم الباطن لا یعرفہ الا من عرف علم الظاہر[1] — علم باطن نہ جانے گا مگر وہ جو علم ظاہر جانتا ہے۔

امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں،

وما اتخذ اللہ ولیا جاھلا[2] — اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا۔

یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اس کے بعد ولی کیا کہ جو علم ظاہر نہیں رکھتا علم باطن کہ اس کا ثمرہ و نتیجہ ہے کیونکر پا سکتا ہے، حق سبحانہ و تعالٰی کے متعلق بندوں کے لئے پانچ علم ہیں:

علمِ ذات، علمِ صفات، علمِ افعال، علمِ اسماء، علمِ احکام۔

ان میں ہر پہلا دوسرے سے مشکل تر ہے، جو سب سے آسان علمِ احکام میں عاجز ہوگا سب سے مشکل علمِ ذات کیونکر پا سکے گا، اور قرآن شریف اُنھیں مطلقًا وارث بتا رہا ہے، حتی کہ ان کے بے عمل کو بھی یعنی جبکہ عقائد حق پر مستقیم اور ہدایت کی طرف داعی ہو کہ گمراہ اور گمراہی کی طرف بلانے والا وارثِ نبی نہیں نائبِ ابلیس ہے والعیاذ باللہ تعالٰی۔ ہاں رب عزوجل نے تمام علماءِ شریعت کو کہاں وارث فرمایا ہے، یہاں تک کہ ان کے بے عمل کو بھی، ہاں وہ ہم سے پوچھئے، مولٰی عزوجل فرماتا ہے:

ثم اورثنا الکتٰب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات باذن اللہ ذٰلک ھو الفضل الکبیر[3] — پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چُنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے اور کوئی متوسط حال کا اور کوئی بحکمِ خدا بھلائیوں میں سبقت لے جانے والا یہی بڑا فضل ہے۔

---

[1]

[2]

[3] القرآن الکریم ۳۵/ ۳۲

دیکھو بے عمل کہ گناہوں سے اپنی جان پر ظلم کر رہے ہیں انھیں بھی کتاب کا وارث بتایا اور نرا وارث ہی نہیں بلکہ اپنے چُنے ہوئے بندوں میں گنا، احادیث میں آیا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا،

سابقنا سابق ومقتصدنا ناج وظالمنا مغفورلہ۔ والحمد للہ رب محمد الرؤف الرحیم علیہ وعلٰی اٰلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔ رواہ العقیلی و ابن لال وابن مردویہ والبیھقی فی البعث والبغوی فی المعالم عن امیرالمومنین عمر، والبیھقی وابن مردویہ عن ابن عمر وابن النجار عن انس رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

ہم میں کا جو سبقت لے گیا وہ تو سبقت لے ہی گیا اور جو متوسط حال کا ہوا وہ بھی نجات والا ہے اور جو اپنی جان پر ظالم ہے اس کی بھی مغفرت ہے۔ (والحمد للہ رب محمد الرؤف الرحیم علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔ اسے عقیلی، ابن لال، ابن مردویہ اور بیہقی نے بعث میں اور بغوی نے معالم میں امیر المومنین عمر سے، اور بیہقی اور ابن مردویہ نے ابن عمر سے اور ابن نجار نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ ت)

عالمِ شریعت اگر اپنے علم پر عامل بھی ہو چاند ہے کہ آپ ٹھنڈا اور تمھیں روشنی دے ورنہ شمع ہے کہ خود جلے مگر تمھیں نفع دے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مثل الذی یعلم الناس الخیر وینسٰی نفسہ مثل الفتیلۃ تضیئ للناس وتحرق نفسھا، رواہ البزار عن ابی ھریرۃ والطبرانی عن جندب بن عبداللہ الازدی وعن ابی برزۃ الاسلمی رضی اللہ تعالٰی عنھم بسند حسن۔

اس شخص کی مثال جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتا اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اس فتیلہ کی طرح ہے کہ لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود جلتا ہے، اس کو بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور طبرانی نے حضرت جندب بن عبداللہ ازدی اور حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ تعالٰے عنہم سے بسند حسن روایت کیا۔ (ت)

---

[1] معالم التنزیل تحت آیۃ ۳۵/۳۲ مصطفٰی البابی مصر ۵/۳۰۲

[2] الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی والبزار " " " ۱/۱۲۶-۱۲۷ و ۳/۲۲۵

حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا قرأ الرجل القراٰن واحتشی من احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت ھناك غریزۃ کان خلیفۃ من خلفاء الانبیاء۔ رواہ الامام الرافعی فی تاریخہ[1] عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جب آدمی قرآن مجید پڑھ لے اور رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی حدیثیں جی بھر کر حاصل کرے اور اس کے ساتھ طبیعت سلیقہ دار رکھتا ہو تو وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نائبوں سے ایک ہے۔ (اسے امام رافعی نے اپنی تاریخ میں ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

دیکھو حدیث نے وارث تو وارث خلیفۃ الانبیاء ہونے کے لئے صرف تین شرطیں مقرر فرمائیں قرآن و حدیث جانے اور ان کی سمجھ رکھتا ہو۔ خلیفہ و وارث میں فرق ظاہر ہے آدمی کی تمام اولاد اس کی وارث ہے مگر جانشین ہونے کی لیاقت ہر ایک میں نہیں۔

(۷) جب قرآن مجید نے سب وارثان کتاب کو اپنے چُنے ہوئے بندے فرمایا، تو وہ قطعاً اللہ والے ہوئے اور جب اللہ والے ہوئے تو ضرور ربانی ہوئے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتٰب وبما کنتم تدرسون[2]

ربانی ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس لئے کہ تم پڑھتے ہو۔

اور فرماتا ہے:

انا انزلنا التورٰىۃ فیھا ھدی و نور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتٰب اللہ وکانوا علیہ شھداء[3]

بیشک ہم نے اتاری توریت اس میں ہدایت و نور ہے اس سے ہمارے فرمانبردار نبی اور ربانی اور دانشمند لوگ یہودیوں پر حکم کرتے تھے یوں کہ وہ کتاب اللہ کے نگہبان ٹھہرائے گئے اور وہ اس سے خبردار تھے۔

---

[1] کنز العمال بحوالہ الرافعی فی تاریخہ حدیث ۲۸۶۹۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/۱۳۸
[2] القرآن الکریم ۳/۷۹
[3] " ۵/۴۴

ان آیات میں اللہ عزوجل نے ربانی ہونے کی وجہ اور ربانیوں کی صفات اس قدر بیان فرمائی کہ کتاب پڑھنا پڑھانا اس کے احکام سے خبردار ہونا اس کی نگہداشت رکھنا اس کے ساتھ حکم کرنا، ظاہر ہے کہ یہ سب اوصاف علمائے شریعت میں ہیں تو وہ ضرور ربّانی ہیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں:

ربانیین فقہاء معلمین۔ رواہ ابن ابی حاتم[1] عن سعید بن جبیر۔

ربانی کے معنی ہیں فقیہ مدرس (اسے ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا۔ ت)

نیز وہ اور ان کے تلامذہ امام مجاہد و امام سعید بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہم فرماتے ہیں:

ربانیین علماء فقہاء۔ رواہ عن ابن عباس ابن جریر و ابن ابی حاتم وعن مجاھد ابن جریر وعن ابن جبیر الدارمی[2] فی سننہ۔

ربانی عالم فقیہ کو کہتے ہیں (اسے ابن عباس ابن جریر و ابن ابی حاتم سے اور مجاھد ابن جریر و ابن جبیر دارمی کی سنن میں روایت کیا گیا۔ ت)

(۸) جبکہ اللہ عزوجل علمائے شریعت کو اپنا چنا ہوا بندہ کہتا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم انھیں اپنا وارث اپنا خلیفہ انبیاء کا جانشین بتاتے ہیں تو انھیں شیطان نہ کہے گا مگر ابلیس یا اس کی ذرّیت کا کوئی منافق خبیث، یہ میں نہیں کہتا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثۃ لایستخف بحقھم الا منافق بین النفاق ذوالشیبۃ فی الاسلام وذوالعلم وامام مقسط۔ رواہ ابوالشیخ فی التوبیخ عن جابر والطبرانی[3] فی الکبیر

تین شخصوں کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق، منافق بھی کون سا کھلا منافق۔ ایک بوڑھا مسلمان جسے اسلام ہی میں بڑھاپا آیا، دوسرا عالم دین، تیسرا بادشاہ مسلمان عادل۔ (اس کو

---

[1] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم تحت آیۃ ۳/۷۹، مکتبہ نزار مصطفٰی الباز ریاض ۲/۶۹۱

[2] " " " " " " ۲/۶۹۲

جامع البیان (تفسیر ابن جریر) بحوالہ مجاھد و ابن عباس المطبعۃ المیمنۃ مصر الجزء الثانی ص ۲۱۲

سُنن الدارمی باب فضل العلم والعالم حدیث ۳۲۷ نشر السنۃ ملتان ۱/۸۱

[3] المعجم الکبیر عن ابی امامہ حدیث ۷۸۱۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۸/۲۳۸

کنز العمال بحوالہ ابی الشیخ فی التوبیخ حدیث ۴۳۸۱۱ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/۳۲

عن ابی امامة رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند حسنہ الترمذی فی غیر ھذا الحدیث.

ابوالشیخ نے توبیخ میں جابر سے اور طبرانی نے کبیر میں ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لایبغی علی الناس الا ولد بغی والامن فیہ عرق منہ۔ رواہ الطبرانی[1] فی الکبیر عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

لوگوں پر زیادتی نہ کرے گا مگر ولد الزنا یا وہ جس میں اس کی کوئی رگ ہو (اسے طبرانی نے کبیر میں ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت کیا۔ ت)

جب عام لوگوں پر زیادتی کے بارے میں یہ حکم ہے پھر علماء کی شان تو ارفع و اعلٰی ہے بلکہ حدیث میں لفظ ناس فرمایا، اور اس کے سچے مصداق علماء ہی ہیں۔ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: سئل ابن المبارک من الناس فقال العلماء[2] یعنی ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ کے تلمیذ رشید عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالٰے عنہ کہ حدیث و فقہ و معرفت و ولایت سب میں امام اجل ہیں ان سے کسی نے پوچھا کہ ناس یعنی آدمی کون ہیں، فرمایا: علماء۔ امام غزالی فرماتے ہیں: "جو عالم نہ ہو امام ابن المبارک نے اسے آدمی نہ گنا اس لئے کہ انسان اور چوپائے میں علم ہی کا فرق ہے، انسان اس سبب سے انسان ہے نہ جسم کے باعث کہ اس کا شرف جسمانی طاقت سے نہیں کہ اونٹ اس سے زیادہ طاقتور ہے، نہ بڑے جثہ کے سبب کہ ہاتھی کا جثہ اس سے بڑا ہے، نہ بہادری کے باعث کہ شیر اس سے زیادہ بہادر ہے، نہ خوراک کی وجہ سے کہ بیل کا پیٹ اس سے بڑا ہے، نہ جماع کی غرض سے کہ چڑ ٹا جو سب میں ذلیل چڑیا ہے اس سے زیادہ جفتی کی قوت رکھتا ہے، آدمی تو صرف علم کے[ع] لئے بنایا گیا اور اسی سے

ع قال تعالٰی وما خلقت الجن والانس

اللہ تعالٰی نے فرمایا اور نہیں پیدا کیا جن و انسان کو

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی کتاب الخلافۃ باب فی عمال السوء الخ دار الکتاب بیروت ۵/ ۲۳۳ و ۶/ ۲۵۸
کنز العمال بحوالہ طب حدیث ۱۳۰۹۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۵/ ۳۳۳

[2] احیاء العلوم کتاب العلم الباب الاول مطبعۃ المشہد الحسینی قاہرہ ۱/ ۷

اس کا شرف ہے[1] انتہی۔"

(۹) بیانات بالا سے واضح ہے کہ علمائے شریعت ہرگز طریقت کے سدِّ راہ نہیں بلکہ وہی اس کے فتح باب اور وہی اس کے نگاہبانِ راہ ہیں۔ ہاں وہ طریقت جسے بندگانِ شیطان طریقت نام رکھیں اور اسے شریعتِ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جدا کریں علماء اس کے لئے ضرور سدِّ راہ ہیں، علماء کیا خود اللہ عزوجل نے اس راہ کو مسدود و مردود و ملعون و مطرود فرمایا، او ہرگز را کہ علمائے شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ہر آن ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والے کو اور زیادہ، ورنہ حدیث میں اسے چکی کھینچنے والا گدھا فرمایا، تو اگر علماء نے تمہیں گدھا بننے سے روکا کیا گناہ کیا۔

(۱۰) عمرو کا اپنی خرافاتِ شیطانیہ توہینِ شریعت وسب وشتم علمائے شریعت علمائے مقامی و اولیائے ربانی کی طرف نسبت کرنا اس کا محض کذبِ مہین وافترائے لعین ہے، اس کی خواہش کے مطابق ہم صرف حضرات اولیاءِ کرام قدست اسرارہم کے ارشادات عالیہ محض بطور نمونہ ذکر کریں جن سے شریعتِ مطہرہ کی عظمت ظاہر ہو اور یہ کہ طریقت اس سے جدا نہیں اور یہ کہ طریقت اس کی محتاج ہے اور یہ کہ شریعت ہی اصل کار ہے اور معاملہ سے غرض جو بیانات ہم نے کئے ان سب کا ثبوت وافی اور عمرو کے دعاوی وخرافاتِ ملعونہ کا رد کافی، وباللہ التوفیق۔

قول ۱: حضور پُرنور سیدالافراد قطب الارشاد غوثِ عالم قطبِ عالم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں،

لاتری لغیرہ بك وجود امع لزوم الحدود وحفظ الاوامر والنواھی فان الخـــرم

غیر خدا کو موجود نہ دیکھنا اس کے ساتھ ہو تو اس کی باندھی ہوئی حدوں سے کبھی جدا نہ ہو، اور اس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الّا لیعبدون[2] — مگر عبادت کے لئے۔ (ت)

سیدنا امام ابوالقاسم قشیری رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اجل اکابر صوفیہ کرام سے ہیں اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: الّا لیعرفون[3] یعنی ہم نے نہیں پیدا کیا جن وانس کو مگر معرفت حاصل کرنے کے لئے۔ ۱۲۔

---

[1] احیاء العلوم کتاب العلم الباب الاول مطبعۃ المشہد الحسینی قاہرہ ۱/۷

[2] القرآن الکریم ۵۱/۵۶

[3]

فیك شیٔ من الحدود فاعلم انك مفتون قد لعب بك الشیطان فارجع الی حکم الشرع والزمه ودع عنك الهوی لان کل حقیقة لاتشهد لها الشریعة فهی باطلة[1] (الطبقات الکبرٰی)

ہر امرونہی کی حفاظت کرے اگر حدود شریعت سے کسی حد میں خلل آیا تو جان لے کہ تُو فتنہ میں پڑا ہوا ہے بیشک شیطان تیرے ساتھ کھیل رہا ہے تو فوراً حکم شریعت کی طرف پلٹ آ اور اس سے لپٹ جا اور اپنی خواہش نفسانی چھوڑ اس لئے کہ جس حقیقت کی شریعت تصدیق نہ فرمائے وہ حقیقت باطل ہے۔

سعادت مند کے لئے حضور پُر نور سید الاولیاء غوث العرفاء رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ایک یہی ارشاد کافی ہے کہ اس میں سب کچھ جمع فرمادیا ہے، وللہ الحمد۔

قول ۲: حضور پُر نور غوث الثقلین غیاث الکونین رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

اذا وجدت فی قلبك بغض شخص او حبه فاعرض افعاله علی الکتٰب والسنة فان کانت محبوبة فیهما فاحبه وان کانت مکروهة فاکرهه لئلا تحبه بهواك وتبغضه بهواك قال اللّٰه ولاتتبع الهوی فیضلك عن سبیل اللّٰه[2]

جب تو اپنے دل میں کسی کی دشمنی یا محبت پائے تو اس کے کاموں کو قرآن وحدیث پر پیش کر، اگر ان میں پسندیدہ ہوں تو اس سے محبت رکھ اور اگر ناپسند ہوں تو کراہت، تاکہ اپنی خواہش سے نہ کوئی دوست رکھے نہ دشمن۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے: خواہش کی پیروی نہ کر کہ تجھے بہکا دیگی خدا کی راہ سے۔

قول ۳: حضور پُر نور غوث الاغواث رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

الولایة ظل النبوة والنبوة ظل الالٰهیة وکرامة الولی استقامة فعل علی قانون قول النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم[3]۔

ولایت پرتو نبوت ہے اور نبوت پرتو الوہیت، اور ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا فعل نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قول کے قانون پر ٹھیک اُترے۔

---

[1] الطبقات الکبرٰی للشعرانی ترجمہ ۲۴۸ سید عبدالقادر الجیلی مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۳۱

[2] " " " " " " ۱/ ۱۳۱

[3] بہجۃ الاسرار ذکر فصول من کلامہ مرصعا بشیئ الخ " " ص ۳۹

قول ۴: حضور سیدنا محی الدین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں؛

الشرع حکم محق سیف سطوۃ قہرہ من خالفہ وناواہ واعتصمت بحبل حمایتہ وثیقات عری الاسلام وعلیہ مدار امر الدارین وباسبابہ انیطت منازل الکونین[1]

شرع وہ ہے جس کے صولت قہر کی تلوار اپنے مخالف ومقابل کو مٹا دیتی ہے اور اسلام کی مضبوط رسیاں اس کی حمایت کی ڈوری پکڑے ہوئے ہیں، دو جہان کے کام کا مدار فقط شریعت پر ہے اور اس کی ڈوریوں سے دونوں عالم کی منزلیں وابستہ ہیں۔

قول ۵: حضور پرنور سیدنا باز اشہب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں؛

الشریعۃ المطہرۃ المحمدیۃ ثمرۃ شجرۃ الملۃ الاسلامیۃ شمس اضاءت بنورھا ظلمۃ الکونین اتباع شرعہ یعطی سعادۃ الدارین احذران تخرج من دائرتہ ایاک ان تفارق اجماع اھلہ[2]

شریعت پاکیزہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درخت دین اسلام کا پھل ہے شریعت وہ آفتاب ہے جس کی چمک سے تمام جہان کی اندھیریاں جگمگا اٹھیں شرع کی پیروی دونوں جہان کی سعادت بخشتی ہے خبردار اس کے دائرہ سے باہر نہ جانا، خبردار اہل شریعت کی جماعت سے جدا نہ ہونا۔

قول ۶: حضور پرنور سید الاولیاء قطب الکونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں؛

اقرب الطرق الی اللہ تعالیٰ لزوم قانون العبودیۃ والاستمساک بعروۃ الشریعۃ۔[3]

اللہ عزوجل کی طرف سے سب سے زیادہ قریب راستہ قانون بندگی کو لازم پکڑنا اور شریعت کی گرہ کو تھامے رہنا ہے۔

قول ۷: حضور پرنور سیدنا وارث المصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غوث الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں؛

تفقہ ثم اعتزل من عبد اللہ بغیر علم کان ما یفسدہ اکثر مما یصلحہ خذ

فقہ حاصل کر اس کے بعد خلوت نشین ہو جو بغیر علم کے خدا کی عبادت کرے وہ جتنا سنوارے گا

---

[1] بہجۃ الاسرار ذکر فصول من کلامہ مرصعا بشیئ الخ مصطفی البابی مصر ص ۴۰
[2] " " " " " " ص ۴۹
[3] " " " " " " ص ۵۰

معك مصباح شرع ربك [۱] اس سے زیادہ بگاڑے گا اپنے ساتھ شریعت الٰہیہ کی شمع لے لے۔

قول ۸: حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں میرے پیر حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مجھے دعا دی:

جعلك اللّٰہ صاحب حدیث صوفیا ولاجعلك صوفیا صاحب حدیث [۲] اللہ تعالٰی تمھیں حدیث داں کرکے صوفی بنائے اور حدیث داں ہونے سے پہلے تمھیں صوفی نہ کرے۔

قول ۹: امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی اس دعائے حضرت سیدی سری سقطی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شرح فرماتے ہیں:

اشار الی ان من حصل الحدیث والعلم ثم تصوف افلح ومن تصوف قبل العلم خاطر بنفسہ [۳] حضرت سری سقطی رحمہ اللہ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ جس نے پہلے حدیث وعلم حاصل کرکے تصوف میں قدم رکھا وہ فلاح کو پہنچا، اور جس نے علم حاصل کرنے سے پہلے صوفی بننا چاہا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا (والعیاذ باللہ تعالٰی)

قول ۱۰: حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی گئی، کچھ لوگ زعم کرتے ہیں کہ:

ان التکالیف کانت وسیلۃ الی الوصول وقد وصلنا۔ یعنی احکام شریعت تو وصول کا وسیلہ تھے اور ہم واصل ہوگئے اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت۔

فرمایا:

صدقوا فی الوصول ولکن الی سقر والذی یسرق ویزنی خیر من یعتقد ذلك ولو انی بقیت الف عام ما نقصت من سچ کہتے ہیں واصل ضرور ہوئے، کہاں تک، جہنم تک۔ چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں۔ میں اگر ہزار برس جیوں تو فرائض و واجبات

---

[۱] بہجۃ الاسرار ذکر فصول من کلامہ مرصعا بشیئ الخ مصطفی البابی مصر ص ۵۳
[۲] احیاء العلوم کتاب العلم الباب الثانی مطبعۃ المشہد الحسینی قاہرہ ۱/ ۲۲
[۳] " " " " " ۱/ ۲۲

او رادی شیئا الا بعذر شرعی ؎۱

تو بڑی چیز ہیں جو نوافل و مستحبات مقرر کرلئے ہیں بے عذر شرعی اُن میں سے کچھ کم نہ کروں۔

قول ۱۱: حضرت سیدی ابو القاسم قشیری رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے رسالہ مبارکہ میں حضرت سیدی ابو القاسم جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل فرماتے ہیں:

من لم یحفظ القراٰن ولم یکتب الحدیث لایقتدی بہ فی ھذا الامر لان علمنا ھذا مقید بالکتاب والسنۃ۔ ؎۲

جس نے نہ قرآن یاد کیا نہ حدیث لکھی یعنی جو علمِ شریعت سے آگاہ نہیں دربارہ طریقت اس کی اقتدا نہ کریں اسے اپنا پیر نہ بنائیں کہ ہمارا یہ علمِ طریقت بالکل کتاب وسنت کا پابند ہے۔

نیز فرمایا:

الطرق کلہا مسدودۃ علی الخلق الا علی من اقتفی اثر الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ؎۳

خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نشانِ قدم کی پیروی کرے۔

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید ۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

(جس نے پیغمبر کے خلاف راستہ اختیار کیا وہ ہرگز منزلِ مقصود پر نہ پہنچے گا)

قول ۱۲: حضرت سیدنا ابو یزید بسطامی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عمی بسطامی کے والد رحمہما اللہ تعالٰی سے فرمایا: چلو اس شخص کو دیکھیں جس نے اپنے آپ کو بنامِ ولایت مشہور کیا ہے وہ شخص مرجعِ ناس ومشہور بہ زہد تھا، جب وہاں تشریف لے گئے اتفاقاً اس نے قبلہ کی طرف تھوکا، حضرت ابو یزید بسطامی رضی اللہ تعالٰی عنہ فوراً واپس آئے اور اس سے سلام علیک نہ کی اور فرمایا:

ھذا رجل غیر مامون علی ادب من اٰداب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فکیف یکون مامونا علی ما یدعیہ۔ ؎۴

یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آداب سے ایک ادب پر تو امین ہے نہیں، جس چیز کا ادعا رکھتا ہے اس پر کیا امین ہوگا۔

؎۱ الیواقیت والجواہر المبحث السادس والعشرون مصطفی البابی مصر ۱/۱۵۱
؎۲ الرسالۃ القشیریۃ ذکر ابی القاسم الجنید بن محمد " ص ۲۰
؎۳ " " " "
؎۴ " ذکر ابو یزید البسطامی " ص ۱۵

اور دوسری روایت میں ہے، فرمایا:

هذا رجل غیر مامون علی ادب من آداب الشریعة فکیف یکون امینا علی اسرار الحق[1]

یہ شخص شریعت کے ایک ادب پر تو امین ہے نہیں اسرارِ الٰہیہ پر کیونکر امین ہوگا۔

قول ۱۳: نیز حضرت بسطامی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لو نظرتم الی رجل اعطی من الکرامات حتی یرتقی (وفی نسخة یتربع) فی الهواء فلا تغتروا به حتی تنظروا کیف تجدونه عند الامر والنهی وحفظ الحدود وآداب الشریعة[2]

اگر تم کسی شخص کو دیکھو ایسی کرامت دیا گیا کہ ہوا پر چار زانو بیٹھ سکے تو اس سے فریب نہ کھانا جب تک یہ نہ دیکھو کہ فرض، واجب و مکروہ و حرام و محافظت حدود و آداب شریعت میں اس کا حال کیسا ہے۔

قول ۱۴: حضرت ابوسعید خراز رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ حضرت ذوالنون مصری سری سقطی رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اصحاب اور سید الطائفہ جنید رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اقران سے ہیں فرماتے ہیں:

کل باطن یخالفه ظاهر فهو باطل[3]

جو باطن کہ ظاہر اس کی مخالفت کرے وہ باطن نہیں باطل ہے۔

علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی اس قول مبارک کی شرح میں فرماتے ہیں:

لانه وسوسة شیطانیة وزخرفة نفسانیة حیث خالف الظاهر[4]

اس لئے کہ جب اس نے ظاہر کی مخالفت کی تو وہ شیطانی وسوسہ اور نفس کی بناوٹ ہے۔

قول ۱۵: حضرت سیدنا حارث محاسبی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اکابر ائمہ اولیاء معاصرین حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہیں فرماتے ہیں:

من صحح باطنه بالمراقبة والاخلاص

جو اپنے باطن کو مراقبہ اور اخلاص سے صحیح

---

[1] الرسالۃ القشیریۃ باب الولایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۱۷
[2] " " ذکر ابویزید البسطامی مصطفی البابی مصر ص ۱۵
[3] " " ذکر ابوسعید خراز " " ص ۲۴
[4] الحدیقۃ الندیۃ الباب الاول الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/۱۸۶

تزین اللہ ظاهرہ بالمجاهدۃ واتباع السنۃ [1] | کرلے گا لازم ہے کہ اللہ تعالٰی اس کے ظاہر کو مجاہدہ و پیروی سنت سے آراستہ فرمادے۔

ظاہر ہے کہ انتفائے لازم کو انتفائے ملزوم لازم تو ثابت ہوا کہ جس کا ظاہر زیور شرع سے آراستہ نہیں وہ باطن میں بھی اللہ عزوجل کے ساتھ اخلاص نہیں رکھتا۔

قول ۱۶: حضرت سیدنا ابو عثمٰن حیری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہ اجلۂ اکابر اولیاء معاصرین حضرت سیدالطائفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہیں وقتِ انتقال اپنے صاحبزادہ ابوبکر رحمہ اللہ تعالٰی سے فرمایا:

خلاف السنۃ یا بنی فی الظاهر علامۃ ریاء فی الباطن [2] | اے میرے بیٹے! ظاہر میں سنّت کا خلاف اس کی علامت ہے کہ باطن میں ریاکاری ہے۔

قول ۱۷: نیز حضرت سعید بن اسمٰعیل حیری ممدوح رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

الصحبۃ مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باتباع السنۃ ولزوم ظاهر العلم [3] | رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ زندگانی کا طریقہ یہ ہے کہ سنت کی پیروی کرے اور علم ظاہر کو لازم پکڑے۔

قول ۱۸: حضرت سید ابوالحسین احمد بن الحواری رضی اللہ تعالٰی عنہ جن کو حضرت سیدالطائفہ ریحانۃ الشام یعنی ملک شام کا پھول کہتے تھے فرماتے ہیں:

من عمل عملاً بلا اتباع سنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فباطل عملہ [4] | جو کسی قسم کا کوئی عمل بے اتباعِ سنت رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کرے وہ عمل باطل ہے۔

قول ۱۹: حضرت سیدی ابوحفص عمر حداد رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اکابر ائمۂ عرفا و معاصرین

---

[1] الرسالۃ القشیریۃ ذکر حارث محاسبی مصطفی البابی مصر ص ۱۳
[2] " " " " ذکر ابو عثمٰن سعید بن اسمٰعیل الحیری " " " ص ۲۱
[3] " " " " " " " " " ص ۲۱
[4] " " " " ذکر ابوالحسین احمد بن الحواری " " " ص ۱۸

حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں فرماتے ہیں:

من لم یزن افعالہ واحوالہ فی کل وقت بالکتاب والسنۃ ولم یتھم خواطرہ فلا تعدہ فی دیوان الرجال[1]

جو ہر وقت اپنے تمام کام احوال کو قرآن وحدیث کی میزان میں نہ تولے اور اپنے واردات قلب پر اعتماد کر لے اُسے مردوں کے دفتر میں نہ گن۔

ع راوی گم زن لاف مردی مزن

قول ۲۰: حضرت سیدنا ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب اور حضرت سید الطائفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقران سے ہیں فرماتے ہیں:

من رأیتہ یدعی مع اللہ حالۃ تخرجہ عن حد العلم الشرعی فلا تقربن منہ[2]

تُو جسے دیکھے کہ اللہ عزوجل کے ساتھ ایسے حال کا ادعا کرتا ہے جو اسے علم شریعت کی حد سے باہر کرے اس کے پاس نہ پھٹک۔

قول ۲۱: حضرت سیدی ابوالعباس احمد بن محمد الآدمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سید الطائفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقران سے ہیں فرماتے ہیں:

من الزم نفسہ آداب الشریعۃ نور اللہ تعالیٰ قلبہ بنور المعرفۃ ولا مقام اشرف من مقام متابعۃ الحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی اوامرہ وافعالہ واخلاقہ[3]

جو اپنے اوپر آدابِ شریعت لازم کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نورِ معرفت سے روشن کر دے گا اور کوئی مقام اس سے بڑھ کر معظم نہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام، افعال، عادات سب میں حضور کی پیروی کی جائے۔

قول ۲۲: حضرت سیدنا ممشاد دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرجع سلسلہ چشتیہ بہشتیہ

---

[1] الرسالۃ القشیریۃ ذکر ابوحفص عمر الحداد مصطفی البابی مصر ص ۱۸

[2] ؍؍ ؍؍ ذکر ابوالحسین احمد نوری ؍؍ ص ۲۱

[3] ؍؍ ؍؍ ذکر ابوالعباس احمد بن محمد الآدمی ؍؍ ص ۲۵

فرماتے ہیں:

ادب المرید حفظ آداب الشرع علی نفسہ[1]

مرید کا ادب یہ ہے کہ آداب شرع کی اپنے نفس پر محافظت کرے۔

قول ۲۳: حضرت سیدنا سری سقطی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

التصوف اسم لثلاث معان وھو الذی لا یطفئ نور معرفتہ نور ورعہ ولا یتکلم بباطن فی علم ینقضہ ظاھر الکتاب او السنۃ ولا تحملہ الکرامات علی ھتک استار محارم اللہ تعالٰی[2]

تصوف تین وصفوں کا نام ہے، ایک یہ کہ اس کا نور معرفت اس کے نور ورع کو نہ بجھائے، دوسرے یہ کہ باطن سے کسی ایسے علم میں بات نہ کرے کہ ظاہر قرآن یا ظاہر سنت کے خلاف ہو، تیسرے یہ کہ کرامتیں اسے ان چیزوں کی پردہ دری پر نہ لائیں جو اللہ تعالٰی نے حرام فرمائیں۔

قول ۲۴: حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدی ابو سلیمان دارانی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

ربما یقع فی قلبی النکتۃ من نکت القوم ایاما فلا اقبل منہ الا بشاھدین عدلین الکتاب والسنۃ[3]

بارہا میرے دل میں تصوف کا کوئی نکتہ مدتوں آتا ہے جب تک قرآن وحدیث دو گواہ عادل اس کی تصدیق نہیں کرتے میں قبول نہیں کرتا۔

دوسری روایت میں ہے فرمایا:

ربما ینکث الحقیقۃ فی قلبی اربعین یوما فلا آذن لھا ان تدخل فی قلبی الا بشاھدین من الکتاب والسنۃ[4]

بارہا کوئی نکتہ حقیقت میرے دل میں چالیس چالیس دن کھٹکتا رہتا ہے جب تک کتاب وسنت کے دو گواہ اس کے ساتھ نہ ہوں میں اپنے دل میں داخل ہونے کا اسے اذن نہیں دیتا۔

---

[1] الرسالۃ القشیریۃ ذکر ممشاد الدینوری مصطفی البابی مصر ص ۲۷
[2] " " ذکر ابو الحسن سری بن المغلس السقطی " " ص ۱۱
[3] " " ذکر ابو سلیمان عبد الرحمٰن بن عطیۃ الدارانی " " ص ۱۵
[4] نفحات الانس " " " انتشارات کتابفروشی محمودی تہران ایران ص ۴۴

قول ۲۵: حضرت عالی منزلت امام طریقت سیدنا ابو علی رودباری بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہ اجلۂ خلفائے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہیں حضرت عارف باللہ سیدنا استاذ ابو القاسم قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مشائخ میں ان کے برابر علمِ طریقت کسی کو نہ تھا، اس جناب گردوں قباب سے سوال ہوا کہ ایک شخص مزامیر سنتا ہے اور کہتا ہے یہ میرے لئے حلال ہیں اس لئے کہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیا ہوں کہ احوال کے اختلاف کا مجھ پر کچھ اثر نہیں ہوتا، فرمایا:

نعم قد وصل ولکن الی سقر[1] — ہاں پہنچا تو ضرور ہے مگر جہنم تک۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

قول ۲۶: حضرت سیدی ابو عبد اللہ محمد بن خفیف ضبی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں:

التصوف تصفیة القلوب و ذکر اوصافا الی ان قال واتباع النبی صلی اللہ تعالےٰ علیه وسلم فی الشریعة[2] — تصوف اس کا نام ہے کہ دل صاف کیا جائے اور شریعت میں نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی پیروی ہو۔

قول ۲۷: امام اجل عارف باللہ ابو بکر محمد ابراہیم بخاری کلاباذی قدس سرہ نے کتاب التعرف لمذہب التصوف جس کی شان میں اولیاء نے فرمایا لولا التعرف لما عرف التصوف (کتاب تعرف نہ ہوتی تو تصوف نہ پہچانا جاتا) تصوف کی ایسی ہی تعریف حضرت سید الطائفہ جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمائی کہ تصوف ان ان اوصاف کا نام ہے۔ ان میں ختم اس پر فرمایا کہ:

واتباع الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی الشریعة[3] — شریعت میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع۔

قول ۲۸: حضرت سیدی ابو القاسم نصر آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حضرت سیدنا ابو بکر شبلی و حضرت سیدنا ابو علی رودباری رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے اجلہ اصحاب سے ہیں فرماتے ہیں:

التصوف ملازمة الکتاب — تصوف کی جڑ یہ ہے کہ کتاب وسنت کو لازم

---

[1] الرسالة القشیریة ابو علی احمد بن محمد روذباری مصطفی البابی مصر ص ۲۸

[2] الطبقات الکبریٰ للشعرانی ذکر ابی عبد اللہ بن محمد الضبی ” ۱/۱۲۱

[3] التعرف لمذہب التصوف

والسنۃ[1] الخ۔ ۔۔۔ پہنچتے رہے۔

قول ۲۹: حضرت سیدی جعفر بن محمد خواص رضی اللہ تعالٰے عنہ مرید و خلیفہ حضرت سید الطائفہ رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں:

لا اعرف شیئًا افضل من العلم باللہ و باحکامہ فان الاعمال لا تزکوا الا بالعلم ومن لا علم عندہ فلیس لہ عمل و بالعلم عرف اللہ و اطیع و لا یکرہ العلم الا منقوص۔[2]

میں کوئی چیز معرفتِ الٰہی و علم احکامِ الٰہی سے بہتر نہیں جانتا، اعمال بے علم کے پاک نہیں ہوتے۔ بے علم کے سب عمل برباد ہیں، علم ہی سے اللہ کی معرفت و معرفتِ اطاعت ہوئی، علم کو وہ ہی ناپسند رکھے گا جو کم بخت ہو۔

قول ۳۰: حضرت سید داؤد کبیر بن ماخلا رضی اللہ تعالٰے عنہ کہ ولی اللہ و عالم جلیل حضرت سید محمد وفا شاذلی رضی اللہ تعالٰے عنہ کے پیر و مرشد ہیں فرماتے ہیں:

قلوب علماء الظاھر وسائط بین عالم الصفاء و مظاھر الاکدار رحمۃ بالعامۃ الذین لم یصلوا الی ادراک المعانی الغیبیۃ والادراکات الحقیقۃ۔[3]

علماء ظاہر کے دل عالم صفا و مظہر تکدر کے اندر واسطہ ہیں ان عام خلائق پر رحمت کے لئے کہ معانی غیب و علوم حقیقت تک جن کی رسائی نہ ہو۔

یہ صراحۃً وراثت نبوت کی شان ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس لئے بھیجے جاتے ہیں کہ خالق و خلق میں واسطہ ہوں، ان خلائق پر رحمت کے لئے کہ بارگاہِ غیب و حقیقت تک جن کی رسائی نہیں۔

قول ۳۱: حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردار سلسلہ علیہ سہروردیہ اپنی کتاب مستطاب میں فرماتے ہیں:

قوم من المفتونین لبسوا لبسۃ الصوفیۃ لینتسبوا بھا الی الصوفیۃ وما ھم من الصوفیۃ بشیٔ بل ھم فی غرور

یعنی کچھ فتنہ کے مارے ہوؤں نے صوفیوں کا لباس پہن لیا ہے کہ صوفی کہلائیں حالانکہ ان کو صوفیہ سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ وہ غرور غلط میں ہیں بکتے

---

[1] الطبقات الکبریٰ للشعرانی ذکر ابی القاسم ابراہیم بن محمد النصرابادی مصطفٰے البابی مصر ۱/۱۲۳
[2] ″ ″ ″ ذکر سید جعفر بن محمد الخواص ″ ″ ″ ۱/۱۹-۱۱۸
[3] ″ ″ ″ ترجمہ ۲۸۹ ″ ″ ″ ۱/۱۹۰

غلط یزعمون ان ضمائرهم خلصت الی اللہ تعالٰی ویقولون ھذا ھو الظفر بالمراد و الارتسام بمراسم الشریعۃ مرتبۃ العوام وھذا ھو عین الالحاد والزندقۃ والابعاد فکل حقیقۃ ردتھا الشریعۃ فھی زندقۃ[1]

کہ ان کے دل خالص خدا کی طرف ہوگئے ہیں اور یہی مراد کو پہنچ جانا ہے اور رسوم شریعت کی پابندی عوام کا مرتبہ ہے، ان کا یہ خالص الحاد و زندقہ اللہ کی بارگاہ سے دور کیا جانا ہے اس لئے کہ جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے وہ حقیقت نہیں بے دینی ہے۔

پھر جنید رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ جو چوری اور زنا کرے وہ ان لوگوں سے بہتر ہے[2]

قول ۳۲: نیز حضرت شیخ الشیوخ سہروردی رضی اللہ عنہ کتاب مستطاب اعلام الہدی و عقیدہ ارباب التقی میں عقیدہ کرامات اولیاء بیان کرکے فرماتے ہیں:

ومن ظھر لہ وعلی یدہ من المخترقات وھو علی غیر الالتزام باحکام الشریعۃ نعتقد انہ زندیق وان الذی ظھر لہ مکر واستدراج[3]

ہمارا عقیدہ ہے کہ جس کے لئے اور اس کے ہاتھ پر خوارق عادات ظاہر ہوں اور وہ احکام شریعت کا پورا پابند نہ ہو وہ شخص زندیق ہے اور وہ خوارق کہ اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں مکر و استدراج ہیں۔

قول ۳۳: حضرت سیدنا امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں:

فرقۃ ادعت المعرفۃ والوصول ولا یعرف احدھم ھذہ الامور الا بالاسامی ویظن ان ذلک اعلی من علم الاولین والاخرین فینظر الی الفقھاء والمفسرین والمحدثین بعین الازراء ویحتقر بذلک جمیع العباد والعلماء ویدعی

مختصراً ایک گروہ معرفت و وصول کا دعوٰی رکھتا ہے حالانکہ معرفت و وصول کا نام ہی نام جانتا ہے، اور گمان کرتا کہ یہ سب اگلے پچھلوں کے علم سے اعلٰی ہے تو وہ فقیہوں مفسروں محدثوں سب کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور تمام مسلمانوں اور علماء کو حقیر جانتا ہے اپنے

---

[1] و [2] عوارف المعارف الباب التاسع فی ذکر من الصوفیۃ الخ مطبعۃ المشہد الحسینی قاہرہ ص ۷۰، ۷۱

[3] نفحات الانس بحوالہ اعلام الہدی از انتشارات کتابفروشی محمودی تہران ایران ص ۲۶

لنفسه انه الواصل الی الحق وھو عند اللہ من الفجار والمنافقین[1] اھ (ملخصاً)

واصل بخدا ہونے کا ادعا کرتا ہے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک فاجروں اور منافقوں میں سے ہے اھ۔

قول ۳۴: حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین محمد بن العربی رضی اللہ تعالٰی عنہ فتوحاتِ مکیہ میں فرماتے ہیں:

ایاك ان ترمی میزان الشرع من یدك فی العلم الرسمی بل بادر الی العمل بکل ماحکم به وان فھمت منه خلاف مایفھمه الناس مما یحول بینك وبین امضاء ظاھر الحکم به فلا تعول علیه فانه مکر الٰھی بصورت علم الٰھی من حیث لاتشعر[2]

خبردار علم ظاہر میں جو شرع کی میزان ہے اسے ہاتھ سے نہ پھینکنا بلکہ جو کچھ اس کا حکم ہے فوراً اس پر عمل کر، اور اگر عام علماء کے خلاف تیری سمجھ میں اس سے کوئی ایسی چیز آئے جو ظاہر شرع کا حکم نافذ کرنے سے تجھے روکنا چاہے تو اس پر اعتماد نہ کرنا وہ علم الٰہی کی صورت میں ایک مکر ہے جس کی تجھے خبر نہیں۔

قول ۳۵: نیز حضرت سیدی محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالٰی عنہ فتوحات میں فرماتے ہیں:

اعلم ان میزان الشرع الموضوعة فی الارض ھی ما بایدی العلماء من الشریعة فمھما خرج ولی عن میزان الشرع المذکور مع وجود عقل التکلیف وجب الانکار علیه[3]

یقین جان کہ میزان شرع جو اللہ عزوجل نے زمین میں مقرر فرمائی ہے وہ یہی ہے جو علمائے شریعت کے ہاتھ میں ہے تو جب کبھی کوئی ولی اس میزان شرع سے باہر نکلے اور اس کی عقل کہ مدار احکام شرعیہ ہے باقی ہو تو اس پر انکار واجب ہے۔

قول ۳۶: نیز حضرت بحر الحقائق ممدوح رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

اعلم ان موازین الاولیاء المکملین لا تخطی الشریعة ابدا فھم

یقین جان کہ اولیاء مرشدین رضی اللہ تعالٰی عنھم کی میزانیں کبھی شریعت سے خطا نہیں

---

[1] احیاء العلوم کتاب ذم الغرور بیان اصناف المغترین الخ الصنف الثالث المشھد الحسینی قاہرہ ۳/ ۴۰۵

[2] الیواقیت والجواہر الفصل الرابع مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۶

[3] " " " " " "

محفوظون من مخالفة الشریعة[1] الخ — کرتیں وہ مخالف شرع سے محفوظ ہیں۔

قول ۳۷: نیز حضرت خاتم الولایۃ المحمدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

اعلم ان عین الشریعۃ ھی عین الحقیقۃ اذ الشریعۃ لہا دائرتان علیا و سفلی فالعلیا لاھل الکشف والسفلی لاھل الفکر فلما فتش اھل الفکر علی ما قال اھل الکشف فلم یجدوہ فی دائرۃ فکرھم قالوا ھذا خارج عن الشریعۃ فاھل الفکر ینکرون علی اھل الکشف و اھل الکشف لاینکرون علی اھل الفکر ومن کان ذا کشف وفکر فھو حکیم الزمان فکما ان علوم الفکر احد طرفی الشریعۃ فکذلک علوم اھل الکشف فھما متلازمان ولکن لما کان الجامع بین الطرفین عزیزا فرق اھل الظاھر بینھما[2]۔

یقین جان کہ شریعت ہی کا چشمہ حقیقت کا چشمہ ہے اس لئے کہ شریعت کے دو دائرے ہیں ایک اوپر اور ایک نیچے، اوپر کا دائرہ اہل کشف کے لئے ہے اور نیچے کا اہلِ فکر کے لئے۔ اہلِ فکر جب اہلِ کشف کے اقوال کو تلاش کرتے اور اپنے دائرۂ فکر میں نہیں پاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ قول شریعت سے باہر ہے، تو اہلِ فکر اہلِ کشف پر معترض ہوتے ہیں مگر اہلِ کشف اہلِ فکر پر انکار نہیں رکھتے، جو کشف و فکر دونوں رکھتا ہے وہ اپنے وقت کا حکیم ہے، پس جس طرح علوم فکر شریعت کا ایک حصہ ہیں یونہی علوم اہلِ کشف بھی، تو وہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں اور جبکہ دونوں کناروں کا جامع نادر ہے لہٰذا ظاہر بینوں نے شریعت و حقیقت کو جدا سمجھا۔

سبحان اللہ! اہلِ ظاہر اگر علومِ حقیقت کو نہ سمجھیں عذر رکھتے ہیں کہ شریعت کے دائرۂ زیریں میں ہیں، مدعی ولایت جو علمِ ظاہر سے منکر ہو معلوم ہوا قطعاً جھوٹا کذاب فریبی ہے کہ اگر دائرۂ بالا تک پہنچتا تو دائرۂ زیریں سے جاہل نہ ہوتا، جڑ والے اگر شاخ تراشیں اصل درخت قائم رہے، مگر بلند شاخ تک پہنچنے والے جڑ کاٹیں تو ان کی ہڈی پسلی کی خیر نہیں۔ اس عبارت شریفہ سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اہلِ ظاہر اگر شریعت و حقیقت کو جدا سمجھیں ان کی غلطی مگر وہ اپنے علم میں کاذب نہیں، اور مدعی تصوف اگر انھیں جدا بتائے تو قطعاً دروغ باف و لاف زن ہے۔

---

[1] الیواقیت والجواہر — الفصل الرابع — مصطفی البابی مصر — ص ۲۶ و ۲۷

[2] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ص ۲۶

قول ۴۸ : نیز حضرت لسان القوم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں :

لایتعدی کشف الولی فی العلوم الالٰھیۃ فوق مایعطیہ کتاب نبیہ ووحیہ قال الجنید فی ھذا المقام علمنا ھذا مقید بالکتاب و السنۃ وقال الاٰخر کل فتح لایشھد لہ الکتاب والسنۃ فلیس بشیئ فلایفتح لولی قطّ الا فی الفھم فی الکتاب العزیز فلھذا قال تعالٰی "مافرطنا فی الکتاب من شیئ" وقال سبحٰنہ فی الواح موسٰی وکتبنا لہ فی الالواح من کل شیئ الاٰیۃ فلاتخرج علم الولی جملۃ واحدۃ عن الکتاب والسنۃ فان خرج احد عن ذٰلک فلیس بعلم ولاعلم ولایۃ معا بل اذا حققتہ وجدتہ جھلا۔

علوم الٰہیہ میں ولی کا کشف اس علم سے تجاوز نہیں کرسکتا جو اس کے نبی کی وحی و کتاب عطا فرمارہی ہے اس مقام میں جنید نے فرمایا ہمارا یہ علم کتاب وسنت کا مقید ہے، اور ایک عارف نے فرمایا جس کشف کی شہادت کتاب وسنت نہ دیں وہ محض لاشئی ہے تو ہرگز ولی کے لئے کچھ کشف نہیں ہوتا مگر قرآن عظیم کے فہم میں، اللہ تعالٰی فرماتا ہے ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا، اور موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام کی تختیوں کو فرماتا ہے ہم نے اس کے لئے الواح میں ہر چیز سے کچھ بیان لکھ دیا، تو سو بات کی ایک بات یہ ہے کہ ولی کا علم کتاب وسنت سے ہے، باہر نہ جائے گا اگر کچھ باہر جائے تو وہ علم ہوگا نہ کشف، بلکہ تحقیق کرے تو تجھے ثابت ہوجائے گا کہ وہ جہالت تھا۔

قول ۴۹ : نیز حضرت عین المکاشفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں :

اعلم ایدک اللہ ان الکرامۃ من الحق من اسمہ البر فلاتکون الا للابرار وھی حسیۃ ومعنویۃ، فالعامۃ ماتعرف الا الحسیۃ مثل الکلام علی الخاطر والاخبار المغیبات الماضیۃ و الکائنۃ والاٰتیۃ والمشی علی الماء واختراق الھوا وطی الارض والاحتجاب

یقین جان اللہ تیری مدد کرے کہ کرامت حق سبحانہ کے نام بر یعنی محسن کی بارگاہ سے آتی ہے تو اسے صرف ابرار نکوکار ہی پاتے ہیں اور وہ دو قسم ہے، محسوس ظاہری و معقول معنوی۔ عوام صرف کرامات محسوسہ کو جانتے ہیں جیسے کسی کو دل کی بات بتادینا، گزشتہ وموجودہ و آئندہ غیبوں کی خبر دینا، پانی پر چلنا، ہوا پر اڑنا، صدہا منزل زمین ایک قدم میں طے کرنا، آنکھوں سے

ؔ الفتوحات المکیۃ لابن عربی الباب الرابع عشر وثلثمائۃ فی معرفۃ الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۵۶

عن الابصار، والمعنویۃ لایعرفہا الا الخواص وھی ان تحفظ علیہ اٰداب الشریعۃ و یوفق لاتیان مکارم الاخلاق واجتناب سفسافہا والمحافظۃ علی اداء الواجبات مطلقا فی اوقاتہا فھذہ کرامات لاید خلہا مکرو لااستدراج والکرامات التی ذکرنا ان العامۃ تعرفہا فکلہا یمکن ان ید خلہا المکر الخفی ثم لابد ان تکون نتیجۃ عن استقامۃ اوتنتج استقامۃ والا فلیست بکرامۃ والمعنویۃ لاید خلہا شیئ مما ذکرنا فان العلم یصحبہا وقوۃ العلم وشرفہ تعطیک ان المکر لاید خلہا فان الحدود الشرعیۃ لاتنصب حبالۃ للمکر الالٰہی فانہا عین الطریق الواضحۃ الی نیل السعادۃ لان العلم ھو المطلوب وبہ تقع المنفعۃ ولولم یعمل بہ فانہ لایستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون فالعلماء ھم الاٰمنون من التلبیس[۱] اھ باختصار

چھپ جانا کہ سامنے موجود ہوں اور کسی کو نظر نہ آئیں اور کرامات معنویہ کو صرف خواص پہچانتے ہیں وُہ یہ ہیں کہ اپنے نفس پر آداب شرعیہ کی حفاظت رکھے، عمدہ خصلتیں حاصل کرنے اور بُری عادتوں سے بچنے کی توفیق دیا جائے تمام واجبات ٹھیک اداکرنے پر التزام رکھے، ان کرامتوں میں مکرواستدراج کو دخل نہیں اور کرامتیں جنھیں عوام پہچانتے ہیں ان سب میں مکرِنہاں کی مداخلت ہوسکتی ہے پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وُہ ظاہری کرامتیں استقامت کا نتیجہ ہوں یا خود استقامت پیدا کریں ورنہ کرامت نہ ہوگی اور کرامت معنویہ میں مکرواستدراج کی مداخلت نہیں اس لئے کہ علم ان کے ساتھ ہے علم کا شرف خود ہی تجھے بتائے گا کہ اُن میں مکر کا دخل نہیں اس لئے کہ شریعت کی حدیں کسی کے لئے مکر کا پھندا قائم نہیں کرتیں اس وجہ سے کہ شریعت سعادت پانے کا عین صاف وروشن راستہ ہے علم ہی مقصود ہے اور اسی سے نفع پہنچانا ہے اگرچہ اس پر عمل نہ ہو کہ مطلقاً ارشاد ہوا ہے کہ عالم و بے علم برابر نہیں تو علماء ہی مکر واشتباہ سے امان میں ہیں ۱ھ بس۔

قول ۳۰: حضرت سیدی ابراہیم دسوقی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اقطاب اربعہ سے ہیں یعنی اُن چہار میں جو تمام اقطاب میں اعلٰی وممتاز گنے جاتے ہیں، اول حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ، دوم سید احمد رفاعی، سوم حضرت سید احمد کبیر بدوی، چہارم حضرت سیدی ابراہیم دسوقی رضی اللہ تعالٰی عنہم ونفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والآخرۃ فرماتے ہیں:

---

[۱] الفتوحات المکیۃ للشیخ ابن عربی الباب الرابع والثمانون وثمانمائۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۶۹

الشریعۃ ھی الشجرۃ والحقیقۃ ھی الثمرۃ۔[1] شریعت درخت ہے اور حقیقت پھل ہے۔

درخت وثمر کی نسبت بھی وہی بتا رہی ہے کہ درخت قائم ہے تو اصل موجود ہے، مگر جو اصل کاٹ بیٹھا وہ نرا محروم و مردود ہے، پھر اس مثال کی بھی وہی حالت ہے جو ہم منبع وبحر میں بیان کر آئے، درخت کٹ جائے تو آئندہ پھل کی امید نہ رہی مگر جو پھل آچکے ہیں یہاں درخت کٹتے ہی آئے ہوئے پھل بھی فنا ہوجاتے ہیں اور فنا ہوتے ہی پھر بس نہیں بلکہ انسان کا دشمن ابلیس لعین غلیظ اور گوبر کے پھل جادو سے بنا کر اس کے منہ میں دیتا ہے اور یہ اپنی حالت سے انھیں ثمر حقیقت جان کر خوش خوش نگلتا ہے جب آنکھ بند ہوگئی اس وقت کھلے گا کہ منہ میں کیا بھرا تھا والعیاذ باللہ تعالٰی ان درختوں میں قریب تر مثال پان اور اس کی بیل کی ہے خوشبو، خوشرنگ، خوش ذائقہ، مفرح، مقوی دل و دماغ، مصفیِ خون مطیب نکہت وجہ سُرخروئی باعثِ زینت' اور پھر عجیب خاصہ یہ کہ بیل سُوکھے تو اس کے پان جہاں جہاں ہوں معًا سُوکھ جائیں گے، یہ ایک ادنٰی مثال شریعت وحقیقت یا اس جاہل کے طور پر شریعت وطریقت کی ہے۔

قول ۴۱: عارف باللہ حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مرشد امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں:

علم الکشف اخبار بالامور علی ماھی علیہ فی نفسھا وھذا اذا حققتہ وجدتہ لایخالف الشریعۃ فی شیئ بل ھو الشریعۃ بعینھا۔[2]

یعنی علم کشف یہ ہے کہ اشیاء جس طرح واقع وحقیقت میں ہیں اسی طرح ان سے خبر دے لے اگر تو تحقیق کرے تو اصلًا کسی بات میں شریعت کے خلاف نہ پائیگا بلکہ وہ عین شریعت ہے۔

قول ۴۲: نیز ولی ممدوح رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

جمیع مصابیح علماء الظاھر والباطن قد اتقدت من نور الشریعۃ فما من قول من اقوال المجتھدین ومقلدیھم الاوھو مؤید باقوال اھل الحقیقۃ

علمائے ظاہر ہوں خواہ علمائے باطن سب کے چراغ شریعت ہی کے نور سے روشن ہیں، تو ائمہ مجتہدین اور ان کے مقلدین کسی کا کوئی قول ایسا نہیں کہ اہل حقیقت کے اقوال اس کی تائید

---

[1] الطبقات الکبرٰی ترجمہ ابراہیم الدسوقی ۲۸۶ مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۶۹

[2] میزان الشریعۃ الکبرٰی فصل فی بیان استحالہ خروج شیئ الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۴

لا شك عندنا فی ذٰلك[1] | ذکر کرتے ہوں، ہمارے نزدیک اس میں کوئی شک نہیں۔

نیز فرمایا:

امداد قلبه صلی الله تعالٰی علیه وسلم لجمیع قلوب علماء امته فما القت مصباح عالم الا عن مشکٰوة نور قلب رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم[2]

تمام علمائے امت کے دلوں کو رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے قلب اقدس سے مدد پہنچتی ہے تو ہر عالم کا چراغ حضور ہی کے نور باطن کے شمع دان سے روشن ہے۔

قول ۴۳: نیز یہی مفتوح ممدوح رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں:

علم الکشف الصحیح لا یاتی قط الا موافقا للشریعة المطهرة[3]

سچا علم کشف کبھی نہیں آتا مگر شریعت مطہرہ کے موافق۔

قول ۴۴: حضرت سیدی افضل الدین اجل خلفائے سیدی علی خواص رضی اللہ تعالٰے عنہما فرماتے ہیں:

کل حقیقة شریعة و عکسه[4]

ہر حقیقت عین شریعت ہے اور شریعت عین حقیقت۔

قول ۴۵: امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں:

ان الله تعالٰی قد اقدر ابلیس کما قال الغزالی وغیرہ علی ان یقیم للمکاشف صورة المحل الذی یاخذ علمه منه من سماء او عرش او کرسی او قلم او لوح فربما ظن المکاشف ان ذٰلك العلم عن الله عزوجل

بیشک اللہ تعالٰی نے ابلیس کو قدرت دی ہے جیسے امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ اکابر نے تصریح کی ہے کہ صاحب کشف آسمان، عرش، کرسی، لوح، قلم جہاں سے اپنے علوم حاصل کرتا ہے اس مکان کی ساختہ تصویر اس کے سامنے قائم

---

[1] المیزان الکبرٰی للشعرانی فصل فی بیان استحالة خروج شیئ الخ مصطفٰی البابی مصر ۱/۴۵

[2] " " " " " ۱/۴۵

[3] " " " فصل فان قال قائل ان احدًا لا یحتاج الٰی ذوق الخ " ۱/۱۲

[4] المیزان الکبرٰی للشعرانی فصل فی بیان استحالة الخ مصطفٰی البابی مصر ۱/۴۵

فاخذ به فضل فاضل فمن هنا اوجبوا علی المکاشف انه یعرض ما اخذه من العلم من طریق کشفه علی الکتاب و السنۃ قبل العمل به فان وافق فذاك والاحرام علیه العمل به[1]۔

کر دے (اور حقیقت میں وہ عرش کرسی لوح و قلم نہ ہوں شیطان کا دھوکا ہوں، اب شیطان اس دھوکے کی ٹٹی سے اپنا علم شیطانی القاء کرے) اور یہ صاحب کشف اسے اللہ عزوجل کی طرف سے گمان کرکے عمل کر بیٹھے خود بھی گمراہ ہوا اوروں کو بھی گمراہ کرے اسی لئے ائمہ اولیائے کشف والے پر واجب کیا ہے کہ جو علم بذریعہ کشف حاصل ہوا اس پر عمل کرنے سے پہلے اسے کتاب و سنت پر عرض کرے اگر موافق ہو تو بہتر ورنہ اس پر عمل حرام ہے۔

نابیناؤ! تم نے شریعت کی حاجت دیکھی شریعت کا دامن نہ تھا مو تو شیطان کچے دھاگے کی لگام دے کر تمھیں گھمائے پھرے، جب تو حدیث نے فرمایا:

"عابد بے فقہ چکی کا گدھا"[2]۔

قول ۴۶: نیز امام ممدوح قدس سرہ فرماتے ہیں:

لاتلحق نھایۃ الولایۃ بدایۃ النبوۃ ابدا ولو ان ولیا تقدم الی العین التی یاخذ منھا الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام لاحترق وغایۃ امر الاولیاء انھم یتعبدون بشریعۃ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قبل الفتح علیھم وبعدہ ومتی ما خرجوا عن شریعۃ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھلکوا وانقطع عنھم الامداد فلا یمکنھم ان یستقلوا بالاخذ عن اللہ تعالٰی

کبھی ولایت کی نہایت نبوت کی ابتداء تک نہیں پہنچ سکتی اور اگر کوئی ولی اس چشمہ تک بڑھے جس سے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام فیض لیتے ہیں، تو وہ ولی جل جائے، اولیاء کی نہایت کار یہ ہے کہ شریعت محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر عبادت بجالاتے ہیں خواہ کشف حاصل ہوا ہو یا نہیں اور جب کبھی شریعت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے نکلیں گے ہلاک ہوجائیں گے اور ان کی مدد قطع ہوجائے گی تو انھیں کبھی ممکن نہیں کہ اللہ عزوجل سے خود بالاستقلال لے سکیں اور

---

[1] المیزان الکبرٰی فصل فان قال قائل ان احدا لایحتاج الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۲

[2] حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ترجمہ ۳۱۰ خالد بن معدان دار الکتاب العربی بیروت ۵/ ۲۱۹

ابدا وقد تقدم ان جمیع الانبیاء والاولیاء مستمدون من محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔[1]

ہم اوپر بیان کر آئے کہ تمام انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مدد لیتے ہیں۔

قول ۴۷: نیز ولی موصوف قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

التصوف انما ھو زبدۃ عمل العبد باحکام الشریعۃ۔[2]

تصوف کیا ہے، بس احکام شریعت پر بندہ کے عمل کا خلاصہ ہے۔

قول ۴۸: پھر فرمایا:

علم التصوف تفرع من عین الشریعۃ۔[3]

علم تصوف چشمۂ شریعت سے نکلی ہوئی جھیل ہے۔

قول ۴۹: پھر فرمایا:

من دقق النظر علم انہ لا یخرج شیئ من علوم اھل اللہ تعالٰی عن الشریعۃ وکیف تخرج علومھم عن الشریعۃ و الشریعۃ ھی وصلتھم الی اللہ عزوجل فی کل لحظۃ۔[4]

جو نظر غور کرے جان لے گا کہ علوم اولیاء سے کوئی چیز شریعت سے باہر نہیں اور کیونکر انکے علم شریعت سے باہر ہوں حالانکہ ہر ہر لحظہ شریعت ہی ان کے وصول بخدا کا ذریعہ ہے۔

قول ۵۰: پھر فرمایا:

قد اجمع القوم علی انہ لا یصلح للتصدر فی طریق اللہ عزوجل الا من تبحر فی علم الشریعۃ وعلم منطوقھا و مفھومھا وخاصھا وعامھا و ناسخھا ومنسوخھا وتبحر فی لغۃ العرب حتی عرف مجازاتھا

تمام اولیائے کرام کا اجماع ہے کہ طریقت میں صدر بننے کا لائق نہیں مگر وہ جو علم شریعت کا دریا ہو اس کے منطوق مفہوم خاص عام ناسخ منسوخ سے آگاہ ہو زبان عرب کا کمال ماہر ہو یہاں تک کہ اس کے مجاز اور استعمالے وغیرہ

---

[1] الیواقیت والجواہر المبحث الثانی والاربعون مصطفی البابی مصر ۲/۸۱

[2] الطبقات الکبرٰی للشعرانی مقدمۃ الکتاب " ۱/۴

[3] " " " " " ۱/۴

[4] " " " " " ۱/۴

واستعاراتها وغیر ذٰلك فكل صوفی فقیہ ولا عكس[1]۔

جانتا ہو تو ہر صوفی فقیہ ہوتا ہے اور ہر فقیہ صوفی نہیں۔

قول ۵۱: نیز عارف معروف قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

الكشف الصحیح لا یاتی دائما الا موافقا للشریعۃ كما ھو مقرر بین العلماء[2]۔

سچا کشف ہمیشہ شریعت کے مطابق ہی آتا ہے جیسا کہ اس فن کے علماء میں مقرر ہو چکا ہے۔

قول ۵۲: حضرت عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی فرماتے ہیں:

ما یدعیه بعض المتصوفة فی زماننا انكم معشر اھل العلم الظاھر تاخذون احكامكم من الكتاب والسنة وانا ناخذ من صاحبه ھذا كفر لا محالة بالاجماع من وجوہ الاول التصریح بعدم الدخول تحت احكام الكتاب والسنة مع وجود شروط التكلیف من العقل والبلوغ[3]۔

وہ جو ہمارے زمانے کے بعض صوفی بننے والے ادعا کرتے ہیں کہ اے علم ظاہر والو! تم اپنے احکام کتاب وسنت سے لیتے ہو اور ہم خود صاحبِ قرآن سے لیتے ہیں یہ بالاجماع قطعاً بوجوہ کثیرہ کفر ہے ازانجملہ یہ عقل وبلوغ شرائط تکلیف ہوتے ہوئے کہہ دیا کہ ہم زیر احکام شریعت نہیں۔

یہیں فرمایا:

ان اراد بترك العلم الظاھر عدم تعلم ذٰلك وعدم الاعتناء به لان العلم الظاھر لاحاجة الیه فقد سفه الخطاب الالٰھی وسفه الانبیاء ونسب العبث والبطلان الی ارسال الرسل وانزال الكتب فلاشك فی كفرہ اشد الكفر[4] (ملتقطاً)

اگر علم ظاہر چھوڑنے سے اس کا نہ سیکھنا اور اس کا اہتمام نہ کرنا مراد لے اس خیال سے کہ علم ظاہر کی طرف حاجت نہیں تو اس نے کلامِ الٰہی کو احمق بتایا اور انبیاء کو بیوقوف ٹھہرایا۔ رسولوں کے بھیجنے کتابوں کے اتارنے کو عبث وباطل کی طرف نسبت کیا تو کچھ شک نہیں کہ وہ کافر ہے اور اس کا کفر سب سے سخت تر کفر۔

---

[1] الطبقات الکبرٰی للشعرانی مقدمۃ الکتاب مصطفی البابی مصر ۱/۴
[2] المیزان الکبرٰی فصل فان قال قائل ان احدًا لایحتاج الٰی ذوق " ۱/۱۲
[3] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الباب الاول الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/۱۵۵ تا ۱۵۶
[4] " " " " " " " " ۱/۱۵۹

قول ۵۳: نیز عارف ممدوح قدس سرہ تعظیم شریعت مطہرہ کے بارے میں حضرات عالیہ سید الطائفہ وسری سقطی وابویزید بسطامی وابوسلیمان دارانی وذوالنون مصری وبشر حافی وابوسعید خراز وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم کے اقوالِ کریمہ ذکر کرکے فرماتے ہیں:

انظر ایها العاقل الطالب للحق ان هٰؤلاء عظماء مشائخ الطریقة وکبراء ارباب الحقیقة کلهم یعظمون الشریعة المحمدیة وکیف وهم ما وصلوا الا بذلک التعظیم والسلوک علی هذا المسلک المستقیم ولم ینقل عن احد منهم ولا عن غیرهم من السادة الصوفیة الکاملین انه احتقر شیئا من احکام الشریعة المطهرة ولا امتنع عن قبوله بل کلهم مسلمون له ویبنون علومهم الباطنة علی السیرة الاحمدیة فلا یغرنک طامات الجهال المتنسکین الفاسدین المفسدین الضالین المضلین الزائغین عن الشرع القویم الی صراط الجحیم خارجین عن مناهج علماء الشریعة المحمدیة مارقین عن مسالک مشائخ الطریقة لاعراضهم عن التادب بآداب الشریعة وترکهم الدخول فی حصونها المنیعة فهم کافرون بانکارها مدعون الاستنارة بانوارها ومشائخ الطریقة قائمون بالآداب الشریعة معتقدون تعظیم احکام الله تعالٰی ولهذا

یعنی اے عاقل، اے حق کے طالب! دیکھ کہ یہ عظمائے مشائخ طریقت یہ کبرائے ارباب حقیقت سب کے سب شریعت مطہرہ کی تعظیم کررہے اور کیوں نہ کریں کہ وہ واصل نہ ہوئے مگر اسی تعظیم اقدس سیدھی راہ شریعت پر چلنے کے سبب یا ان سے یا ان کے سوا اور سرداران اولیائے کاملین کسی ایک سے بھی منقول نہیں کہ اس نے شریعت مطہرہ کے کسی حکم کی تحقیر کی یا اس کے قبول سے باز رہا ہو بلکہ وہ سب اس کے حضور گردن رکھے ہوئے ہیں اور اپنے باطنی علوم کی بنیاد سیرت محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر بنا کرتے ہیں، تو تجھے زنہار دھوکا میں نہ ڈالیں حد سے گزری ہوئی باتیں ان جاہلوں کی کہ سالک بنتے ہیں خود بگڑے اوروں کو بگاڑتے ہیں، آپ گمراہ اوروں کو گمراہ کرتے ہیں، شرع مستقیم سے کج ہوکر جہنم کی راہ چلتے ہیں، علمائے شریعت کی راہ سے باہر مشائخ طریقت کے مسلک سے خارج اس لئے کہ آداب شریعت اختیار کرنے سے روگردانی کئے اور اس کے مستحکم قلعوں میں پناہ لینے کو چھوڑے بیٹھے ہیں تو وہ انکارِ شریعت کے سبب کافر ہیں اور دعوے یہ کہ اس کے انوار سے روشن ہیں مشائخ طریقت تو آداب شریعت پر قائم ہیں احکام الٰہی کی تعظیم کے معتقد ہیں اسی لئے

اتحفهم الله تعالیٰ بالکمالات القدسیة وھولاء المغرورون بالقشار اللابسون حلة العار الذین ھم مسلمون فی الظاھر واذا حققتھم فھم کفار لم یزالوا معتکفین علیٰ اصنام الاوھام مفتونین بما یلقی لھم الشیطان من الوساوس فی الافہام فالویل لھم ولمن تبعھم او حسن مرھم فھم قطاع طریق اللہ تعالیٰ اھ ملتقطا۔

اللہ تعالیٰ نے انھیں کمالات اقدس کا تحفہ دیا اور یہ اپنی خرافات پر مغرور ریہ عار کا لباس پہنے ہوئے کہ ظاہر میں مسلمان اور حقیقت میں کافر ہیں یہ ہمیشہ اپنے اوہام کے بتوں کے آگے آسن مارے بیٹھے ہیں، شیطان جو وسوسے ان کے افکار میں ڈالتا ہے انھیں پر مفتون ہوئے ہیں تو خرابی پوری خرابی ان کے لئے اور اس کے لئے اور ان کے لئے جو ان کا پیرو ہو یا ان کے کام کو اچھا جانے اس لئے کہ وہ راہِ خدا کے راہزن ہیں اھ ملتقطا۔

قول ۵۴: حضرت قطب ربانی محبوب یزدانی مخدوم اشرف جہانگیر چشتی سمنانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سردار سلسلہ چشتیہ اشرفیہ فرماتے ہیں:

خارق عادت اگر از ولی موصوف باوصاف ولایت ظاہر بود کرامت گویند واگر از مخالف شریعت صادر شود استدراج حفظنا اللہ وایاکم[2]

اگر اوصاف ولایت والے ولی سے خارق عادت ظاہر ہو تو وہ کرامت ہے اور اگر مخالف شریعت سے صادر ہو تو استدراج ہے، اللہ تعالےٰ ہمیں اور آپ کو محفوظ فرمائے۔ (ت)

قول ۵۵: حضرت سیدی ابوالمکارم رکن الدین خلیفہ حضرت سیدی نور الدین عبدالرحمن اسفرائنی خلیفۂ وقت حضرت سیدی جمال الدین احمد جوزقانی خلیفہ سیدی رضی الدین لالا خلیفہ حضرت سیدی نجم الدین کبریٰ سردار سلسلہ کبرویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے شیخ ومرشد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں:

ولی تا شریعت را بکمال نگیرد قدم در ولایت نتواں نہاد بلکہ اگر انکار کند کافر گردد[3]

ولی جب تک شریعت کو مکمل طور پر نہ اپنائے ولایت میں قدم نہیں رکھ سکتا بلکہ اگر اس کا انکار کرے تو کافر ہے۔ (ت)

[1] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الباب الاول الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/۱۸۷ تا ۱۸۹
[2] لطائف اشرفی لطیفہ پنجم مکتبہ سمنانی کراچی ۱/۱۲۶
[3] نفحات الانس ذکر ابی المکارم رکن الدین احمد بن محمد از انتشارات کتابفروشی تہران ایران ص ۴۴۳

قول ۵۶: حضرت سیدی شیخ الاسلام احمد نامقی جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدی خواجہ مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

اول مصلے را بر طاق نہ و برو و علم آموز کہ زاہد بے علم مسخرہ شیطان است[1]۔

پہلے عبادت کا مصلیٰ طاق پر رکھ اور جا کر علم حاصل کر کیونکہ جاہل شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے (ت)

یہ حکایت شریف بہت نفیس و لطیف ہے اس کا خلاصہ عرض کریں کہ اس کلام کریم کا منشاء معلوم ہو اور حضرت خواجہ مودود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہ سرور و سردار سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ ہیں دفع وہم ہو اور آجکل کے بہت مدعیان ناکارہ کے لئے کہ مسند ولایت کو ترکہ پدری جانتے ہیں، باعث ہدایت وعبرت وفہم ہو، حضرت ممدوح سلالۂ خاندان اولیائے کرام ہیں ان کے آباء کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجلۂ اکابر محبوبانِ خدا سردارانِ شریعت و طریقت و اصحابِ علم وکرامت تھے اور ان کے بعد حضرت خواجہ مودود چشتی نے مسند آبائی پر جلوس فرمایا، ہزاروں آدمی مرید ہوگئے مگر صاحبزادہ والا قدر ابھی عالم نہ ہوئے تھے نہ راہ طریقت کسی مرشد کامل کی تعلیم سے چلے تھے عنایت ازلی ہی ان کے حال شریف پر متوجہ تھی، حضرت شیخ الاسلام قطب الکرام سیدی احمد نامقی جامی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ان کے تعلیم و تفہیم کے لئے ہرات بھیجا، یہاں خواص و عام اس جناب کی کرامات عالیہ دیکھ کر مرید و معتقد ہوئے اور تمام اطراف میں ان کا شہرہ ہوا، صاحبزادہ خواجگان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ناگوار ہوا، قصد فرمایا کہ حضرت والا کو اس ملک سے باہر کریں، لشکر مریدان لے کر جنبش فرمائی اصحاب حضرت شیخ الاسلام کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے براہ ادب اسے شیخ الاسلام سے چھپایا مگر حضرت خود ہی خوب جانتے تھے ایک دن عبب صبح کا ناشتہ حاضر کیا گیا تو ارشاد فرمایا: ایک ساعت صبر کرو کہ کچھ قاصد آتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد قاصدان صاحبزادہ حاضر ہوئے، حضرت والا نے انھیں کھانا کھلایا پھر فرمایا: تم کہو گے یا میں بتاؤں کہ کس لئے آئے ہو؟ عرض کی، حضرت فرمائیں۔ فرمایا: خواجہ مودود نے تمھیں بھیجا ہے کہ احمد سے کہو وہ ہماری ولایت میں کیوں آیا سیدھی طرح واپس جاتا ہے تو جائے ورنہ جس طرح چاہے نکالا جائے گا۔ قاصدوں نے تصدیق کی کہ ہاں حضرت خواجہ نے یہی پیام دے کر ہمیں بھیجا ہے حضرت والا نے فرمایا

---

[1] نفحات الانس ذکر خواجہ قطب الدین مودود چشتی انتشارات کتابفروشی تہران ایران ص ۳۲۹

کہ ولایت سے یہ دیہات مراد ہیں تو یہ اوروں کی ملک ہیں نہ کہ خواجہ مودود کی۔ اور اگر ولایت سے یہ لوگ مراد ہیں تو یہ بادشاہِ سنجر کی رعیت ہیں، تو یوں بادشاہ شیخ الشیوخ ٹھہرے گا، اور اگر ولایت سے وہ مراد ہے جو میں جانتا ہوں اور جسے اولیا۔ اللہ جانتے ہیں تو کل ہم انھیں دکھا دیں گے کہ ولایت کا کام کیا اور کیسا ہوتا ہے قاصدوں کو یہ جواب عطا فرمایا اور ادھر ابرِ عظیم آیا، اور ایک رات دن ابر برسا دم بھر کو نہ دم لیا دوسرے دن صبح کو حضرت والا نے فرمایا، گھوڑے کسو کہ خواجہ مودود کی طرف چلیں۔ اصحاب نے عرض کی، ندی چڑھ گئی اب جب تک چند روز بارش موقوف نہ ہو کوئی ملاح کشتی بھی نہیں لے جا سکتا۔ فرمایا: کچھ مشکل نہیں آج ہم ملاحی کریں گے۔ جب سوار ہوکر جنگل میں پہنچے ملاحظہ فرمایا کہ ایک انبوہِ مسلح حضرت کے ہمراہ ہے۔ فرمایا: یہ کون لوگ ہیں۔ عرض کی: حضور کے مرید و محب ہیں۔ یہ سن کر کہ ایک جماعت حضور کے مقابلے کو آئی ہے یہ حضور کے ہمراہ ہو لیے ہیں۔ فرمایا: انھیں واپس کرو تیر و تلوار تو سنجر کا کام ہے اولیاء کے ہتھیار اور ہی ہیں۔ غرض چند خدام کے ساتھ ندی کنارے پہنچے، پانی طغیانی پر تھا، فرمایا: آج یہ ٹھہری ہے کہ ہم ملاحی کرینگے۔ معرفتِ الٰہی میں کلام فرمانا شروع کیا تمام حاضرین ذوق سے بیخود ہوگئے، فرمایا: آنکھیں بند کرلو اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر چلو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا، جس نے آنکھ جلدی کھول دی اسکا جوتا تر ہوا اور جس نے ذرا دیر کرکے کھولی اس کا جوتا بھی خشک رہا، اور سب نے اپنے آپ کو دریا کے اُس پار پایا، قاصدوں نے جو یہ ماجرا دیکھا جلدی کرکے حضرت صاحبزادہ خواجگان کے حضور حاضر ہوئے اور حال عرض کیا، کسی کو یقین نہ آیا، صاحبزادہ دو ہزار مرید مسلح کے ساتھ متوجہ ہوئے، اور جیسے حضرت شیخ الاسلام سے نظر دوچار ہوئی صاحبزادہ بے اختیار پیادہ ہوئے اور حضرتِ والا کے پائے مبارک پر بوسہ دیا، حضرت ان کی پیٹھ ٹھونکتے اور فرماتے تھے: ولایت کا کام دیکھا تم نہیں جانتے مردانِ خدا کی فوج سلاح سے نہیں جاؤ سوار ہو ابھی بچے ہو تمھیں نہیں معلوم کہ کیا کرتے ہو۔ جب بستی میں آئے حضرت شیخ الاسلام مع اپنے اصحاب کے ایک محلہ میں اترے اور حضرت صاحبزادہ مع مریدان دوسرے محلہ میں، دوسرے دن ان مریدینِ صاحبزادہ نے کہا ہم آئے تھے شیخ احمد کو اس ملک سے نکالنے اور آج وہ ہمارے ساتھ ایک ہی گاؤں میں مقیم ہیں کوئی فکرِ عمدہ کرنی چاہیے۔ حضرت خواجہ مودود نے فرمایا: میری رائے میں صواب یہ ہے کہ صبح ان کی خدمت میں حاضر ہوکر ان سے اجازت لیں ان کا کام ہمارے بس کا نہیں۔ مریدوں نے کہا، بلکہ رائے صواب یہ ہے کہ کوئی کام پر جاسوس مقرر کریں جب ان کے قیلولہ یعنی دوپہر کو آرام کا وقت آئے اور لوگ ان کے پاس سے چلے جائیں وہ تنہا رہیں اس وقت ہماری ایک جماعت

آپ کے ساتھ ان کے پاس جائے اور سماع شروع کریں اور حال لائیں اسی حالت میں کوئی حربہ اُن پر ماردیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا: ٹھیک نہیں وُہ ولی ہیں صاحبِ کرامات ہیں، مگر مریدوں نے نہ مانا، جب دوپہر کو حضرت شیخ الاسلام کے آرام کا وقت آیا خادم نے چاہا کہ بچھونا بچھائے۔ فرمایا: ایک ساعت توقف کرو پھر آرام ہوگا ایک کام درپیش ہے۔ ناگاہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، خادم نے دروازہ کھولا دیکھا کہ حضرت خواجہ مودود ایک انبوہ کے ساتھ تشریف لائے، سلام کر کے سماع شروع ہوا، ساتھ والے نعرے لگانے لگے، انھوں نے چاہا تھا کہ اپنا ارادہ فاسدہ پورا کریں کہ حضرت شیخ الاسلام نے سرمبارک اٹھا کر فرمایا سہلا کجائی ہے (اے سہلا! تو کہاں ہے)، سہلا نام ایک صاحب شہر سرخس کے ساکن، صاحبِ کرامات و عاقل، مجنوں نما تھے، ہمیشہ حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں رہتے، حضرت کے آواز دیتے ہی وہ فوراً حاضر ہوئے اور ایک نعرہ ان مفسدوں پر لگایا، وہ سب کے سب معاً جوتیاں پگڑیاں چھوڑ کر بھاگ گئے صرف صاحبزادہ خواجگان باقی رہے، نہایت ندامت کے ساتھ کھڑے ہوئے اور سر برہنہ کر کے معافی مانگی اور عرض کی، حضرت کو روشن ہے کہ اس دفعہ یہ میری مرضی نہ تھی، فرمایا: تم سچ کہتے ہو مگر تم ان کے ساتھ کیوں آئے۔ عرض کی، میں نے بُرا کیا حضرت معاف فرمائیں۔ فرمایا: میں نے معاف کیا جاؤ اور ان لوگوں کو واپس لاؤ اور دو خدمت گار مقرر کرو اور تین دن ٹھہراؤ۔ حضرت خواجہ مودود نے ایسا ہی کیا، بعد ازاں حضرت شیخ الاسلام کے پاس آکر گزارش کی: جو حکم ہوا تھا بجا لایا اب کیا فرمان ہے۔ فرمایا: سجادہ طاق پر رکھو اور اول جا کر علم پڑھو کہ زاہد بے علم مسخرہ شیطان ہے۔ خواجہ نے فرمایا: میں نے قبول کیا اور کیا ارشاد ہے۔ فرمایا: جب تحصیلِ علم سے فارغ ہو اپنا خاندان زندہ کرو، تمھارے باپ دادا اولیاء و صاحبِ کرامات تھے۔ خواجہ مودود نے عرض کی، خاندان زندہ کرنے کو ارشاد ہوتا ہے تو پہلے تبرکاً حضرتِ والا مجھے مسند پر بٹھادیں۔ فرمایا: آگے آؤ۔ یہ آگے گئے۔ حضرت نے ہاتھ پکڑ کر اپنی مسندِ مبارک کے کنارے پر بٹھایا اور فرمایا: بشرطِ علم بشرطِ علم بشرطِ علم، تین بار فرمایا، حضرت خواجہ تین روز اور حاضرِ خدمت رہے فائدے لئے، نوازشیں پائیں، پھر تحصیلِ علم کے لئے بلخ بخارا تشریف لیگئے۔ چار سال میں ماہر کامل ہوئے، ہر شہر میں حضرت سے کرامات ظاہر ہوئیں، پھر چشت کو مراجعت فرمائی، تربیتِ مریدان میں مشغول ہوئے، اطراف سے طالبانِ خدا حاضرِ خدمت ہوئے اور حضرت کی برکت انفاس سے دولتِ معرفت و رتبۂ ولایت کو پہنچے، حضرت خواجہ شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ نہایت عالی درجہ ولی و عارف و واصل ہیں، اسی جناب کے مرید و تربیت یافتہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم اجمعین[1]

---

[1] نفحات الانس ذکر خواجہ قطب الدین مودود چشتی از انتشارات کتابفروشی محمودی تہران ایران ص ۳۲۶ تا ۳۲۹

قول ۵۷ : حضرت مولانا نور الدین جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں :

اگر صد ہزار خارق عادات بر ایشاں ظاہر شود چوں نہ ظاہر ایشاں موافق احکام شریعت ست و نہ باطن ایشاں موافق آداب طریقت باشد آں از قبیل مکر و استدراج خواہد بود نہ از مقولۂ ولایت و کرامت[1]

اگر لاکھ خارق عادات ظاہر ہوں جب تک ظاہر و باطن شریعت و آداب طریقت کے موافق نہ ہو تو وہ مکر اور استدراج ہوگا ولایت وکرامت کا مصداق نہ ہوگا۔ (ت)

بعینہٖ اسی طرح لطائف اشرفی[2] ص ۱۲۹ میں ہے۔ پھر دونوں کتابوں میں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وہ عبارت کریمہ منقول قول ۳۲ ذکر فرمائی، فائدہ نفیسہ اسی نفحات الانس شریف میں حضرت شیخ الاسلام عبد اللہ ہروی انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول کہ حضرت شیخ احمد چشتی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تعریف کرکے فرماتے تھے :

چشتیاں ہمہ چناں بود ند از خلق بیباک و در باطن پاک و در معرفت و فراست چالاک بود احوال ایشاں باخلاص و ترک ریا بود ہیچ گونہ در شرع سستی روا نداشتندے[3]

تمام چشتی حضرات ایسے ہی تھے کہ مخلوق سے بے خوف، باطن میں پاک اور معرفت و فراست میں باکمال ان کے تمام احوال اخلاص اور بے ریائی پر مبنی تھے، اور کسی طرح بھی شریعت میں سستی برداشت نہ کرتے (ت)

اور نسخہ قدیمہ نفحات شریف میں کہ تین سو برس کا لکھا ہوا ہے یُوں ہے :

ہیچگونہ سستی روا نداشتندے در شرع تا بتہاون چہ رسد[4]

کسی طرح بھی شرع میں سستی روا نہ رکھتے تو کوتاہی کہاں ہوتی۔ (ت)

ہمارے چشتی بھائی حضرات چشت رضی اللہ تعالٰی عنہم کا حال کریم مشاہدہ کریں کہ اصلاً

---

[1] نفحات الانس القول فی اثبات الکرامۃ للاولیاء از انتشارات کتابفروشی محمودی تہران ایران ص ۲۶

[2] لطائف اشرفی لطیفہ پنجم مکتبہ سمنانی کراچی ۱/۱۲۹

[3] نفحات الانس ذکر شیخ احمد چشتی از انتشارات کتابفروشی محمودی تہران ایران ص ۳۴۰

[4] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۳۴۰

شرع میں سستی وکاہلی بھی جائز نہ رکھتے نہ کہ معاذ اللہ احکام شرعیہ کو ہلکا جاننا چشتی ہونے کو بندگی شرع سے پروانہ آزادی ماننا والعیاذ باللہ محبوب العلمین سردار سلسلہ علیہ بہشتیہ حضرت سلطان الاولیاء شیخ المشائخ محبوب الٰہی نظام الحق والدین محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ارشادات عالیہ سُنئے، فرماتے :

(۱) چندیں چیزے می باید تا سماع مباح شود مسمع و مستمع وآلہ سماع، مسمع یعنی گوینده، مرد تمام باشد کودک نباشد وعورت نباشد ومستمع آنکہ می شنود از یاد حق خالی نباشد ومسموع آنچہ بگویند فحش ومسخرگی نباشد وآلہ سماع مزامیر است چوں چنگ ورباب ومثل آں می باید کہ درمیان نباشد ایں چنیں سماع حلال است[1]

چند چیزیں پائی جائیں تو سماع حلال ہوگا، سنانے والے تمام مرد بالغ ہوں بچے اور عورت نہ ہوں سننے والے اللہ تعالٰی کی یاد سے خالی نہ ہوں، کلام فحش و مذاق سے خالی ہو اور آلاتِ سماع سرنگی اور طبلہ وغیرہ نہ ہو تو ایسا سماع حلال ہوگا۔

(ت)

(۲) ایک بار حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کسی نے عرض کی آجکل بعضے خانقاہ دار درویشوں نے مزامیر کے مجمع میں وجد کیا، فرمایا :

نیکو نہ کرده اند آنچہ نامشروع ست ناپسندیده ست[2]

اچھا نہ کیا جو بات شرع میں ناروا ہے وہ کسی طرح پسندیدہ نہیں۔

(۳) کسی نے عرض کی کہ جب وہ لوگ وہاں سے باہر آئے ان سے کہا گیا کہ تم نے یہ کیا کیا وہاں تو مزامیر تھے تم نے وہاں جاکر کیوں قوالی سُنی اور وجد کیا، وہ بولے ہم ایسے مستغرق تھے کہ ہمیں مزامیر کی خبر نہ ہوئی۔ حضرت شیخ المشائخ نظام الحق والدین نے فرمایا :

ایں جواب ہم چیزے نیست ایں سخن در ہمہ معصیتہا بیاید[3]

یہ جواب بھی محض مہمل ہے سب گناہوں میں یہی حیلہ ہوسکتا ہے۔

---

[1] سیر الاولیاء باب نہم مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد ص ۰۲-۵۰۱

[2] " " " " " " " " ۵۳۰

[3] " " " " " " " " ۵۳۱

دیکھو کیسا قاطع جواب ارشاد ہوا، آدمی شراب پیئے اور کہہ دے کمال استغراق کے سبب ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی۔ زنا کرے اور کہہ دے ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ جورو ہے یا بیگانی۔

(۴) ایک بار کسی نے عرض کی کہ فلاں موضع میں بعض یاروں نے مجمع کیا اور مزامیر وغیرہ با حرام چیزیں ہیں، حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا،

من منع کردہ ام کہ مزامیر و محرمات درمیان نباشد نیکو نہ کردہ اند[1]

میں نے منع فرمادیا ہے کہ مزامیر و محرمات درمیان نہ ہوں، ان لوگوں نے اچھا نہ کیا۔

(۵) حضور کے خلیفہ شیخ محمد بن مبارک رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں حضرت محبوبیت منزلت نے اس باب میں نہایت شدت اور سخت تاکید سے ممانعت فرمائی یہاں تک کہ فرمایا کہ اگر امام نماز پڑھاتا ہو اور جماعت میں کچھ عورتیں بھی ہوں، امام کو سہو واقع ہو، مرد تو سبحان اللہ کہہ کر امام کو مطلع کریں عورت بتانا چاہے تو کیا کرے، سبحان اللہ تو کہے گی نہیں کہ اسے اپنی آواز سنانی نہ چاہیے، پھر کیا کرے۔

پشتِ دست برکفِ دست زند وکف دست برکفِ دست نہ زند کہ آں بہ لہوی ماند تا ایں غایت از ملاہی و امثال آں پرہیز آمدہ است پس در سماع طریق اولٰی کہ ازیں بابت نباشد۔[2]

ہاتھ کی پشت کو ہتھیلی پہ مارے، ہتھیلی کو ہتھیلی پہ نہ مارے کیونکہ تالی لہو میں شمار ہوتی ہے، جب یہاں تک کہ آپ لہو والی چیزوں سے پرہیز فرماتے تو سماع میں بطریق اولٰی ضروری ہے کہ ایسا نہ ہو۔ (ت)

شیخ مبارک فرماتے ہیں؛

یعنی در منع دستک چندیں احتیاط آمدہ است پس در سماع مزامیر بطریق اولٰی منع است۔[3]

یعنی تالی بجانے میں منع کے لئے یہ احتیاط تھی تو سماع میں مزامیر سے منع بطریق اولٰی ہے۔ (ت)

سبحان اللہ! جو بندگانِ خدا تالی کو ناجائز جانیں بندگانِ نفس ان کے سر ستار اور ڈھولک کی تہمت باندھیں۔

---

[1] و [2] و [3] سیر الاولیاء باب نہم مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد ص ۵۳۲

(۶) حضرت محبوب الٰہی کے ملفوظات کریمہ فوائد الفواد کہ حضور کے مرید رشید حضرت میر حسن علا سجزی قدس سرہٗ کے جمع کئے ہوئے ہیں اُن میں بھی حضور کا صاف ارشاد مذکور ہے کہ:

مزامیر حرام است[1]

(۷) حضور کے خلیفہ حضرت مولانا فخر الدین زرّادی قدس سرہٗ نے حضور کے زمانہ میں حضور کے حکم سے دربارہ سماع ایک رسالہ عربیہ مسمّٰی بہ کشف القناع عن اصول السماع تالیف فرمایا' اس میں فرماتے ہیں:

اما سماع مشایخنا رضی اللہ تعالٰی عنہم فبریٔ عن ھذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالٰی[2]

یعنی ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے پاک ہے وہ تو صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعتِ الٰہی کی خبر دیتے ہیں۔

مسلمانو! یہ سچے یا وہ جو اپنی ہوائے نفس کی حمایت کو ان بندگانِ خدا پر مزامیر کی تہمت دھرتے ہیں اللہ تعالٰی ہمارے بھائی مسلمانوں کو توفیق وہدایت بخشے، آمین!

قول ۵۸: حضرت میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ السامی کہ اجلۂ اولیائے خاندان عالیشان چشت سے ہیں اور صرف ایک واسطہ سے حضرت مخدوم شاہ صفی قدس سرہ الوفی کے مرید ہیں جو صرف ایک واسطہ سے حضرت مخدوم شاہ مینا رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مرید ہیں، حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی جہان آبادی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

شبے در مدینہ منورہ پہلو بر بستر خواب گزاشتم در واقعہ دیدم کہ من و سید صبغۃ اللہ بروجی معًا در مجلس اقدس حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم باریاب شدیم جمعے از صحابہ کرام و اولیائے عظام حاضر اند درینہا شخصے ست کہ آنحضرت

میں مدینہ منورہ میں ایک شب بستر خواب پر لیٹا تھا کہ میں نے عالم واقعہ میں دیکھا کہ میں اور سید صبغۃ اللہ بروجی دونوں حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہیں اور صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی ایک جماعت بھی موجود ہے انھیں میں ایک صاحب ایسے ہیں

---

[1] فوائد الفواد

[2] کشف القناع عن اصول السماع

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باو لب بہ تبسم شیریں کردہ حرفہائے زنند والتفات تمام باو میدارند چوں مجلس آخر شد از سید صبغۃ اللہ استفسار کردم کہ ایں شخص کیست کہ حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باو التفات بایں مرتبہ دارند گفت میر عبدالواحد بلگرامی ست و باعث مزید احترام او ایں ست کہ سبع سنابل تصنیف او در جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقبول افتادہ[1]

جن سے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لب شیریں سے تبسم آمیز گفتگو فرما رہے اور ان کی جانب توجہ خاص رکھتے ہیں، جب یہ مجلس برخاست ہوئی تو میں نے سید صبغۃ اللہ صاحب سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب تھے جن کی جانب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس درجہ التفات ہے، انھوں نے فرمایا یہ میر عبدالواحد بلگرامی ہیں، اور اس عزت وکرامت کا باعث یہ ہے کہ ان کی تصنیف کردہ کتاب سبع سنابل شریف بارگاہِ نبوی سے شرفِ قبول پاچکی ہے۔ (ت)

یہی حضرت میر قدس سرہ المنیر اسی کتاب مقبول بارگاہِ اقدس سبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں:

اے صاحب تحقیق علمائے راہِ دین کہ ورثہ انبیاء اند سہ طائفہ ہستند اصحاب حدیث و فقہاء و صوفیہ[2]

اے حق کے طلب کرنے والے وہ علماء جو دین کے راستوں پر چلتے ہیں کہ وارثِ انبیاء ہیں ان کے تین گروہ ہیں اول محدثین، دوم فقہاء اور سوم صوفیاء۔ (ت)

دیکھو کیسی صریح تصریح ہے کہ علمائے ظاہر و باطن سب وارثانِ انبیائے کرام ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام والثناء۔

قول ۵۹: یہی حضرت میر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں:

شریعت محمدی و دین احمدی راہے ست سلیم و جادہ ایست مستقیم خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باچندیں ہزار افواج امت از اولیاء و اصفیاء و شہداء و صدیقان بر آں جادہ رفتہ و آں را از خار و خاشاک شکوک و شبہات پاک رفتہ اعلام و منازل آں معین و مبین کردہ از ہر قدمے

شریعت محمدی و دین احمدی وہ راہِ سلیم و جادۂ مستقیم ہے جس پر خاتم الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ اپنی امت کے ہزارہا اولیاء و اصفیاء اور صدیقین و شہدا کے جلو میں گامزن رہے اور اسے ہر قسم کے خس و خاشاک اور شکوک و شبہات سے پاک فرمایا، اس کے مقامات و منازل متعین

---

[1] اصح التواریخ ۱/۱۶۸

[2] سبع سنابل سنبلہ اول مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۴

نشانے باز دادہ ودر ہر منزلے نزلے نہادہ و رفع قطاع الطریق را بدرقۂ ہمت بہراہی فرستادہ اگر کسے جندے بطریقے دیگر دعوت کند باید کہ قول او مسموع مدارند واہل بدعت وضلالت طائفہ باشند کہ خود را در لباسِ اسلام بہ تلبیس پیدا آرند وعقائد فاسدۂ خویش در باطن پوشیدہ دارند ایں جماعت اند اعدائے دین واخوان الشیاطین وچوں بنور علم علمائے دین ومشائخ اسلام ظلمات بدعت ایشاں مکشوف میگردد ناچار علمائے شریعت را دشمن پندارند علمائے ربانی کہ نجوم سپہر اسلام اند مردم را از شر ایں شیاطین الانس محفوظ میدارند وانفاس نورانی ایشاں بمثابۂ شہب ثواقب پیوستہ ایں مسترقان (یعنی دزدان) شریعت از ہر جانب میرانند وبرجم وقذف پراگندہ میگردانند

روشن فرما دیئے، قدم قدم پر نشانات ہیں اور منزل منزل بنیات اور رہزنوں سے حفاظت کے لئے جگہ جگہ رہنمائی کرنیوالے مقرر ہیں اور اولیائے کرام و صوفیائے عظام کے مسلک قدیم کے برخلاف کوئی اور راہ دکھاتا ہے کسی اور طریقے کی طرف بلاتا ہے تو اس کی بات پر کان نہیں دھرنا چاہیے بلکہ حمایت و نصرتِ حق کی نیت سے اس کی تردید وتغلیط کو منجملہ فرائض دینیہ سمجھنا چاہیے اہلِ بدعت وضلالت وہی تو ہیں جو از راہ فریب دہی لباسِ اسلام پہن کر (عوام اہل اسلام میں) آتے اور اپنے عقائد فاسدہ کو پوشیدہ رکھتے ہیں یہی لوگ اعدائے دین واخوان الشیاطین ہیں اور چونکہ علمائے دین ومشائخ اسلام کے علم کے نور سے انکی گمراہی کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں لامحالہ یہ لوگ علمائے شریعت کو دشمن سمجھنے لگتے ہیں، علمائے ربانی کہ آسمانِ اسلام کے روشن ستارے ہیں، عوام کو ان شیاطین الانس کے شر سے محفوظ رکھتے ہیں اور اپنے نورانی انفاس سے شہاب ثاقب کی مانند ہمیشہ ان دین کے لٹیروں اور چوروں کو ہر ہر طرف سے ہنکاتے اور ان پر لعنت و رَدّ کے پتھر مار کر دُور دُراتے رہتے ہیں (ت)

اُس جاہل نے کہ علمائے شریعت کو معاذ اللہ شیاطین کہا تھا الحمد للہ کہ اولیائے کرام کی زبان درفشاں سے اللہ عزوجل نے ثابت کر دیا کہ یہ جاہل اور اس کے ہم مشرب ہی شیاطین و دشمنانِ دین ہیں اور ہزار ہزار حمد اس کے وجہ کریم کو، یہ کلمات عالیات بارگاہِ رسالت میں معروض ہو کر مستحق مہر قبول ہولئے وللہ الحمد۔

قول ۶۰: یہی سید جلیل عارف جمیل رضی اللہ تعالٰی عنہ اسی کتاب میں فرماتے ہیں[1]،

چند شرائط می دان کہ بے آں شرائط اصلاً پیری مریدی درست نیست یکے آنکہ پیر

پیری مریدی چند شرائط پر مبنی ہے جن کے بغیر پیری مریدی صحیح نہیں، ان شرائط میں پہلی شرط

---

[1] سبع سنابل سنبلہ اول مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۸، ۹

مسلک صحیح داشتہ باشد ، دوم آنکہ پیر در ادائے حق شریعت قاصر و متہاون نباشد، سوم آنکہ پیر را عقائد درست بود موافق مذہب سنت و جماعت پیری و مریدی بے ایں سہ شرائط اصلاً درست نیست[1]

یہ ہے کہ پیر مسلک صحیح رکھتا ہو ، دوسری شرط یہ ہے کہ پیر حقوق شرعیہ ادا کرے ، اور تیسری شرط یہ ہے کہ پیر کے عقائد مذہب اہلسنت و جماعت کے مطابق ہوں ۔ یہ وہ شرطیں ہیں جن کے بغیر پیری و مریدی ہرگز صحیح نہیں ہوسکتی ۔ (یعنی اتباع احکام شریعت میں سست اور کاہل نہ ہوں) (ت)

پھر شرط اول کی تفصیل ارشاد فرماکر شرط دوم کے متعلق فرمایا :

شرط دوم پیر آنست کہ عالم و عامل باشد بر جملہ عبادات و در ادائے احکام قاصر و متہاون نبود واگر بر انواع عبادات عالم نبود عامل نتواند شد واز حد شرع بیفتد پس پیری را نشاید زیرا کہ ہر کہ از مقام حقیقت بیفتد بر طریقت قرار گیرد و ہر کہ از طریقت بیفتد بہ شریعت قرار گیرد ، و ہر کہ از شریعت بیفتد گمراہ گردد و گمراہ پیری را نشاید اما درویشے کہ مرجع خلائق بود او را احتیاط در جزئیات شریعت فرض لازم ست باید کہ یک دقیقہ از دقائق شرع ازو فوت نشود کہ وسیلہ گمراہی مریداں ست بجہت آنکہ گویند کہ پیر ما ایں چنیں کار کردہ است پس او ضال و مضل گردد[2]

پیری کی دوسری شرط کی توضیح یہ ہے کہ پیر کو عالم باعمل ہونا ضروری ہے ۔ شریعت کی مقررہ فرمودہ عبادات واحکام میں کوتاہی اور سستی کو دخل نہ دے ، اب اگر کوئی شخص عبادات و فرائض و واجبات ، سنن و مستحبات ، محرمات و مکروہات سے واقف نہیں تو ظاہر ہے کہ وہ ان پر عمل نہ کرسکے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ حدِ شریعت سے گر جائے گا ، اور اب پیر بننے کا اہل نہ رہے گا ۔ اس لئے جو شخص مقامِ حقیقت سے گرتا ہے وہ طریقت پر رک جاتا ہے ، اور جو طریقت سے گرتا ہے شریعت پر ٹھہر جاتا ہے ، اور جو شخص شریعت سے گرتا ہے وہ گمراہی میں پڑجاتا ہے ، اور گمراہ آدمی پیری کے قابل نہیں ، پھر جو درویش کہ مرجع خلائق ہو اس پر شریعت کے احکام جزئیہ کی احتیاط فرض و لازم ہوجاتی ہے ، لہذا اس پر فرض ہے کہ شریعت کے آداب و مستحبات سے بھی کسی ادب مستحب سے غافل نہ رہے اور اسے فوت نہ ہونے دے کہ یہ چیز مریدوں کی گمراہی کی سند ہوجاتی ہے

---

[1] سبع سنابل سنبلہ دوم مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۳۹ و ۴۰

[2] " " " " " " " ص ۴۲

اور مریدین اسے حجت بنا کر کہتے ہیں کہ ہمارے پیر صاحب نے تو یہ کیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ گمراہ و گمراہ کن بن جاتے ہیں۔ (ت)

پھر تینوں شرطیں بیان کرکے فرمایا:

مرید کہ پیر را بایں ہر سہ شرائط موصوف یابد بیعت باو کند کہ جائز و مستحسن است و اگر در پیر ازیں ہر سہ شرائط یکے مفقود بود بیعت باو جائز نباشد و اگر کسے از سبب نادانی باو بیعت کردہ باشد باید کہ ازاں بیعت بگردد۔[1]

غرض یہ کہ مرید جب پیر کو ان تینوں شرطوں کا جامع پائے تو اب اس کے ہاتھ پر بیعت کرے کہ جائز و مستحسن ہے، اور اگر پیر میں ان شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو اس سے بیعت جائز نہیں، بلکہ اگر کسی نے نادانستہ ایسے پیر سے بیعت کرلی تو اس پر اس بیعت کا توڑ دینا واجب ہے (ت)

خاتمہ رزقنا اللہ حسنہا

یہ بظاہر اگرچہ ساٹھ قول ہیں مگر حقیقۃً چالیس اولیاء کرام کے اسّی ارشادات عالیہ ہیں کہ صدر کلام میں مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کا ارشاد امر چہارم میں اور امام مالک اور امام شافعی کے اقوال امر ششم میں اور سید الطائفہ کا ارشاد زیر قول ۱۱، سیدی نابلسی کا زیر قول ۱۴، ایک ولی کا قول جن سے شیخ اکبر نے استفسار کیا بضمن قول ۳۸، علی خواص کا قول زیر قول ۴۲، علامہ نابلسی کا زیر قول ۵۲، حضرت خواجہ مودود کا قول بضمن قول ۵۶، شیخ الاسلام ہروی کا ایک قول اور حضرت سلطان الاولیاء محبوب الٰہی کے چھ اور حضرت شیخ محمد بن مبارک مرید شیخ العالم فرید الحق والدین گنجشکر و خلیفہ حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دو قول، یہ سب زیر قول ۵۰، اور حضرت میر عبدالواحد کے دو قول زیر قول ۶۰، یہ بیس شمار میں آئے۔

رسالہ

مقال العرفاء باعزاز شرع وعلماء

ختم شد

---

[1] سبع سنابل سنبلہ دوم مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۴۳